حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ

اور

تحفظ ختم نبوت

www.khatmenubuwwat.org

از: مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری

نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفظ ختم نبوت کی خدمت سے وابستہ ہونا

اپنے نبی پاک محمد عربی ﷺ سے

عشق ومحبت کی سچی دلیل ہے

حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ

بلاشبہ اس محبت کی علامت

اور يُقَاتِلُونَ اَهْلَ الْفِتَنْ

کے راسخ العقیدہ مجاہد تھے۔

اور مِثْلُ اَجرِ اوّلِهم (الحدیث)

کی بشارت کے مصداق بھی۔

خدا تعالیٰ کی بے حد وحساب رحمتیں نازل ہوں خدام ختم نبوت اور شہدائے ختم نبوت پر

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

شاہ عالم گورکھپوری

حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنی صاحبؒ
تحفظ ختم نبوت کی نشأۃ ثانیہ کے بانی تھے، بندۂ ناچیز
تحفظ ختم نبوت کے تعلق سے حضرت کی قربانیوں کو منظر عام
پر لانا اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتا ہے جو انشاء اللہ تمام مسلمانوں
کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گی
اللہ جزائے خیر دے بھائی لیاقت علی مدراسی صاحب
اور مولوی اشرف علی بنگلہ دیشی کو جن کے تعاون سے
یہ کتابچہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

شاہ عالم گورکھپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کی حفاظت مسلمانوں کا دینی و ایمانی فریضہ ہے۔ تحفظ ختم نبوت کا موضوع اپنے اندر ایک وسیع معنیٰ و مفہوم رکھتا ہے جس کا ایک اہم جزء ردّ قادیانیت ہے، شرعی حیثیت میں دونوں پہلو برابر کے ہیں اور بقول حضرت تھانویؒ یہ دونوں امور اُن عبادات میں سے ہیں جن میں شرک کا شائبہ بھی نہ ہونا چاہئے ۔ وہ لوگ تعبیراتی دنیا کی بڑی بھول بھلیوں میں ہیں جو ایک کو مثبت پہلو اور دوسرے کو منفی پہلو ، یا ایک کو نگیٹیو (Negative) اور دوسرے کو پازیٹیو (Positive) پہلو سے تعبیر کر کے رد اور دفاع کے پہلو کو نظر انداز کرنے میں ہی اپنی دانشوری سمجھتے ہیں۔ ظاہری بات ہے کہ یہ غلط فہمی منصب ختم نبوت کی پاکیزگی ، لطافت و نظافت اور تحفظ ختم نبوت کی صحیح تاریخ سے ناواقفیت کی بنیاد پر بھی ہوتا ہے جبکہ بیشتر اوقات اس کی بنیاد میں قادیانی پروپیگنڈہ شامل ہوتا ہے۔ لہٰذا مخلصین کو حقائق اور تحفظ ختم نبوت کی صحیح تاریخ سے واقفیت حاصل کرنی چاہئے جو انشاء اللہ اُن کے دین ایمان میں پختگی کا ذریعہ بنے گا۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جملہ عبادات میں سے تحفظ ختم نبوت کی خدمت، ایک ایسی عبادت ہے جس کا براہ راست تعلق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ہے جبکہ دیگر عبادات میں کوئی نہ کوئی واسطہ ضرور رہتا ہے۔

موضوع کے تعلق سے حضرت مولانا کا ذہن ومزاج

حضرت امیر الہند فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنی نور اللہ مرقدہ کا شمار ذہن ومزاج کے اعتبار سے اُن خوش بختوں میں ہوتا ہے جنھوں نے ایمانی فراست و بصیرت کی بنیاد پر انگریزی نبوت کی باطل تحریک یعنی قادیانیت کی فتنہ پردازی کو سمجھا اور اس کے خلاف سینہ سپر ہونے میں کسی ادنیٰ مصلحت و مصالحت کا تصور بھی گناہ عظیم سمجھا۔ مرزائیت یا دین و ایمان کی نسبت کسی بھی فتنے کے خلاف تسلسل کے ساتھ ڈٹے رہنے میں حضرت موصوف کی پختہ مزاجی تصلب کی حد تک تھی لیکن کسی بھی جہت سے تشدد کو اپنے گرد بھی نہیں آنے دیتے تھے۔ دنیا جانتی ہے کہ دین میں پختہ مزاجی اور

www.khatmenubuwwat.org

تصلب مطلوب و مستحسن ہے جبکہ تشدد ناپسند اور مردود ہے۔

ایک خوبی کی بات یہ بھی ہے کہ حضرت موصوف کا یہ مزاج اپنی ذات تک محدود نہ تھا بلکہ وہ اپنے اس مزاج کے زبردست داعی بھی تھے اور یہی داعیانہ رنگ و مزاج اُن کو اپنے ہم عصروں میں ممتاز اور عوام وخواص میں مقبول بناتا ہے۔

راقم سطور کا تجزیہ

قارئین کرام! ۱۹۹۰ء سے لے کر ۲۰۰۶ء تک کی اپنی معلومات و تجربات کی روشنی میں راقم سطور کا یہ اپنا تجزیہ ہے جس سے اتفاق کرنے کی کسی کو دعوت نہیں دیتا لیکن کسی کے لئے اختلاف کی بھی گنجائش نہیں دیکھتا اِس لئے عرض کرنے میں کوئی حرج نہیں کہ تحفظ ختم نبوت اور ردّ قادیانیت کے میدان میں حضرت فدائے ملتؒ کی خدمات و تعارف کا موضوع اتنا مانوس و متعارف نہیں جتنا حضرت والا کی سیاسی، ملّی، ملکی، علمی و دینی دیگر خدمات کو لوگ جانتے اور ایک طویل عرصہ سے قریب سے دیکھتے، سمجھتے رہے ہیں۔ تجزیہ نگاروں کی نظر میں اس کے جو بھی اسباب ہوں؛ راقم سطور کی نظر میں اِس کا ایک بنیادی سبب فتنوں کے خلاف حضرت والا کی پختہ مزاجی اور تصلّب کے مقابل دورِ جدید کے صلح کاروں اور مصلحت پسندوں کا اختلاف کرنا بلکہ آپسی محاذ آرائی کا دروازہ کھول لینا بھی رہا ہے۔ مصلحت پسند مزاجوں کا یہ اختلاف خواہ قادیانی فتنہ کو کما حقہ نہ جاننے کے سبب رہا ہو یا قادیانیت کی تہوں میں چھپی ہوئی زہرناکی کو، نہ جاننے کے سبب۔ بلکہ آپسی محاذ آرائی کا ایک سنہرا موقع اُن ناعاقبت اندیشوں کے بھی ہاتھ آگا جو بات بات میں حضرت موصوف کی کسی بھی دینی خدمت کو سیاست وغیرہ سے جوڑ کر دیکھنے میں اور دوسروں کو بھی اُس کی دعوت دینے میں ہی اپنے دین و دنیا کی کامیابی سمجھتے رہے ہیں اور اُنہیں کبھی اِس کا احساس نہ ہوا کہ حضرت فدائے ملت کی سیاسی یا ذاتی زندگی سے اختلاف رکھنا یا اُس سے اتفاق نہ رکھنا اپنی جگہ؛ لیکن تحفظ ختم نبوت کی مخالفت کے معاملے میں وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر قادیانی پروپیگنڈے کا شکار ہو رہے ہیں۔

بہرکیف اِس قسم کے اختلافات و محاذ آرائی نے کافی حد تک عوام کو تحفظ ختم نبوت کے

میدان میں حضرت فدائے ملت سے مانوس و متعارف نہ ہونے دیا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں تحفظ ختم نبوت کی نشأۃ ثانیہ کے بانی ہونے کا شرف آپ کو حاصل ہے اور تحفظ ختم نبوت کے میدان میں آپ کے قائدانہ کردار سے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذریعے انجام پانے والا تعلیمی، تبلیغی، تصنیفی اور تنظیمی، ہمہ جہت زرّیں خدمات کا باب ایک ایسا سنہرا باب ہے جو دیگر خدمات پر حاوی نہیں تو اُن کے مساوی ضرور ہے۔

تحفظ ختم نبوت کے میدان میں حضرت فدائے ملت کی خدمات پر آگے کچھ کہنے سے قبل راقم سطور اپنے قارئین کے حق میں یہ بہتر سمجھتا ہے کہ اختصار کے ساتھ قادیانی فتنہ کے آغاز وانجام پر تاریخی پہلو سے کچھ روشنی ڈال دے؛ اس لئے کہ بعض احباب ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو تحریک قادیانیت اور اس کے بیک گراؤنڈ سے ہی واقف نہ ہوں پھر وہ تحفظ ختم نبوت کے میدان میں ہمارے ممدوح کی خدمات کو کس طرح اور کیوں کر سمجھ سکیں گے۔

قادیانی فتنے کا آغاز وانجام بد

www.khatmenubuwwat.org

قادیانیت بنام احمدیت اُن سیاسی تحریکوں میں سے ہے جسے انگریز بہادر نے مذہبی رنگ و روپ میں انیسویں صدی کے اخیر میں جنم دیا تا کہ مسلمانوں کو مذہبی بکھیڑوں میں الجھا کر ہندوستان کی زمین پر انگریزی حکومت کا سایہ دراز کیا جا سکے۔ فریب خوردہ مرزا غلام احمد قادیانی (پیدائش ۱۸۳۹ء) نے ضلع گورداس پور صوبہ پنجاب کے ایک گاؤں قادیان سے ۱۸۸۰ء میں اپنے دعاوی کا آغاز کیا، اُس سے قبل وہ سیالکوٹ کی کچہری میں منشی گیری کرتا تھا۔ انگریزوں کے اشارے پر ترک ملازمت کے کچھ دنوں بعد اُس نے پہلے ملہم من اللہ ہونے کا دعوی کیا پھر ۱۸۸۲ء میں مجدّد ہونے کا دعوی کیا۔ ۱۸۸۷ء تک تو یہ کاروبار بغیر کسی خاص جماعت کا نام لئے چلتا رہا لیکن جیسے ہی چند افراد اس تحریک سے منسلک ہوئے؛ ۱۸۸۹ء میں ''احمدیہ جماعت'' کے نام سے مسلمانوں سے ایک الگ فرقہ بنا لینے کے بعد ۱۸۹۰ء میں پہلے اس نے مسیح عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعوی کیا اور یہ کہا کہ قرآن وحدیث میں جس مسیح کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے، مجھے اپنے ایک الہام کے ذریعے یہ بتایا گیا ہے کہ اب وہ نہیں آئیں گے بلکہ اُن کی جگہ خود میں (مرزا غلام احمد) مسیح بن

کر آ گیا ہوں۔ پھر ۱۹۰۱ء میں باضابطہ نبی ہونے کا اعلان کر کے اُس نے انگریزوں کی اُس آخری خواہش کی بھی تکمیل کر دی جس کے لئے اب تک کے دعوی سازی اور الہام بازی کا یہ سارا ڈھونگ رچایا جا رہا تھا۔ چنانچہ نبوت اور خدائی الہام کی زبان میں اُس نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ انگریزی حکومت اور انگریزوں کا سایہ ہندوستان کی زمین پر رحمت الٰہی ہے؛ ہندوستان کو اُن کے قبضے سے آزاد کرانے کی جدوجہد کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کی پاک نیت کی برکت سے خدا نے مسیح بنا کر مرزا قادیانی کو بھیجا ہے اور اُس کی نیّت یہ ہے کہ ہندوستان ہمیشہ کے لئے انگریزوں کی گود میں غلام رہے۔ احمدی مذہب میں صرف دو فرض ہیں ایک خدا کی اطاعت اور دوسرے نمبر پر انگریز بہادر کی۔ ملاحظہ کیجئے مرزا کی تصنیفات، ستارۂ قیصریہ، کتاب البریہ، شہادۃ القرآن، وغیرہ۔

قادیانی فتنے کا ایک خطرناک پہلو

اسی طرح دعوئ نبوت کے بعد ہندوستان کو تو اُس نے انگریزوں کی گود میں گروی رکھا ہی اُس سے بھی بڑا المیہ یہ کہ تمام تر عقیدت و محبت؛ دینوی اور اخروی فلاح و نجات کو خود اپنی ذات سے وابستہ کر کے مسلمانوں کے فکر و اعتقاد کے مرکز کو بدلنے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے مسلمانوں کو منقطع و بیگانہ کرنے کی ایسی خطرناک سازش رچی کہ مذہب اور ملّت دونوں کے مٹنے کا آسان راستہ فراہم کر دیا۔ مسلمانوں سے خود کو ایک علیحدہ فرقہ باور کراتے ہوئے اپنے نہ ماننے والے اور انگریزوں کی اطاعت کو فرض نہ سمجھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر و مرتد قرار دیا اور اُن سے روٹی، پانی، شادی بیاہ، نماز و عبادات، بلکہ مٹی اور قبرستان تک میں عملی قطع تعلق کرتے ہوئے اعلان کر دیا کہ:

”یاد رکھو خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے تمھارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر (مرزا کو نہ ماننے والے مسلمان) اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو...... تمھیں دوسرے فرقوں کو جو دعوئ اسلام کرتے ہی بکلی ترک کرنا پڑے گا (تحفہ گولڑویہ) لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں (مسلمانوں) میں نہ دو...... آپ (مرزا قادیانی) کی وفات کے بعد اُس (ایک قادیانی شخص) نے غیر احمدیوں کو

لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نورالدین) نے اسے احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی (انوار خلافت ۹۴) غیر احمدی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے...... غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا اس لئے اس کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے (انوار خلافت ص ۹۳) اب اُن (اپنے رشتہ داروں، بیوی اور بچوں) کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں رہا۔ اور ان کے ساتھ ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ (سیرت المہدی ص ۲۹ ج ۱)

اسلام ہی کے نام پر مسلمانوں کو مذہب اسلام اور اپنے پیارے نبی ﷺ سے بیگانہ کرنے کی یہ سازش یہاں تک پہنچی کہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ اقلیت قرار دلوانے کی کوشش کرتے ہوئے مرزا کے بیٹے اور دوسرے نمبر کے خلیفہ بشیرالدین محمود نے انگریز آقا کے دربار میں اپنا ایک نمائندہ بھیج کر یہاں تک کہلا بھیجا کہ:

”پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں جس پر اس (انگریز) افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو اُس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں اسی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کر دو اس کے مقابل میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا“ (مرزا بشیرالدین محمود کا بیان مندرجہ الفضل قادیان)

www.khatmenubuwwat.org

مرزا نے خود یا مرزا کے ماننے والے مرزائیوں نے مسلمانوں سے خود کو روٹی اور مٹی میں الگ کرنے کی جو کوششیں کیں اُس کی ایک مختصر سی جھلک ملاحظہ فرمانے کے بعد یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ علماء اسلام اس فتنے سے کبھی غافل نہ رہے۔ سیاسی سطح پر تو اِس انگریزی گماشتے کے خلاف لب کشائی کسی کے لئے ممکن نہ تھی لیکن نبوت و الہام بازی کے مذہبی میدان میں جب شتر بے مہار مرزا قادیانی کا ناطقہ بند کر دیا گیا اور انگریزوں کے سہارے قرآن و حدیث میں تاویل و تحریف کا بازار گرم کرنے والے انگریزی نبوت کے گھوڑے کو خوب اچھی طرح لگام کس دی گئی تو

ایک دفعہ یہ خود ہی بلبلا اٹھا اور عاجز آ کر نہایت آہ وزاری کے ساتھ دعا کرنے لگا کہ کہ یا اللہ! مولانا ثناءاللہ امرتسری اور ہمارے درمیان اس طور پر فیصلہ کردے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجائے۔پھر کیا تھا باری تعالیٰ نے اس کی دعا نقد قبول کرلی اور مرزا اپنی دعا کے بموجب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ میں اُس دن مرا جسے وہ منحوس دن قرار دیتا تھا یعنی منگل کے دن۔لاہور سے مال گاڑی میں اس کی لاش قادیان لاکر دفن کردی گئی۔جبکہ مولانا ثناءاللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس کے مرنے کے تقریباً چالیس سال تک بصحت وعافیت زندہ رہ کر مرزائیت کو ذلیل ورسوا کرتے رہے۔اور اپریل ۱۹۴۸ء میں تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں انتقال فرمایا۔

۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۸ء تک ہزار سرکاری سرپرستی کے باوجود اس طول وطویل عرصہ اور طویل وعریض ملک (موجودہ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش) میں مرزا کے دام فریب میں پھنسنے والے جاہلوں اور عاقبت فروش نادان داناؤں کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی تھی۔عوام کے بیشتر حصے کا حال تو آج بھی یہی ہے کہ مذہبی اور دینی معاملات میں زیادہ بیدار مغزی اور فکر وآگہی سے کام نہیں لیتے تاہم قادیان کے وہ اَن پڑھ لوگ جنہوں نے مرزا کو اپنی آنکھوں کے سامنے نبی بنتے دیکھا تھا مرزا اور مرزائیوں کو دینی مباحث میں ایسا الجھاتے تھے کہ مرزائی فرشتے بھی دم بخود رہ جاتے؛ لیکن بیرون قادیان کے جو لوگ بذات خود مرزا کی رگ رگ سے واقف تھے اور مرزائیت کو بڑی آسانی سے فنا کے گھاٹ تک لے جاسکتے تھے ان میں سے کچھ نے مرزا کے ہفوات ودعاوی کو لائق اعتنا ہی نہ سمجھا اور نہ ہی اُس کے ردوابطال کی جانب توجہ دی اور جو کچھ سمجھ بوجھ والے لوگ اسے سیاست کی نظر سے دیکھتے تھے انہوں نے بھی قادیانیت کی تہوں میں چھپے مہلک جراثیم کو نہ بھانپا، بلکہ سرے سے اسے موضوع سخن بنا کر اہمیت نہ دینے کے فلسفے میں ہی اپنی دانشوری سمجھی اور صرف اس پر تسلی کرلی کہ حکومت کی طرح یہ انگریزی نبوت بھی خود ہی ایک دن تاریخ کے مدفن میں دفن ہوجائے گی ۔لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ جس کو وہ نظر انداز کئے جارہے ہیں وہ انگریزوں کا لگایا ہوا پودا ہے اور آگے چل کر امت کے لئے ابتلاوآزمائش کا سبب بنے گا۔

قادیانیوں کا سیاسی بھیانک چہرہ

قادیانیت کے وجود میں آجانے کے بعد ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۴ء کے زمانہ تک عام لوگوں کی نظر میں قادیانیت کا مذہبی اور تبلیغی کردار ہی نمایاں تھا۔جنگ عظیم اوّل میں خلافت عثمانیہ کے سقوط اور انگریزوں کی فتح پر قادیانیوں نے جو کارنامے سرانجام دیئے؛ اور خلافت عثمانیہ کے خلاف خوشی کے جو شادیانے بجائے اُس سے پہلی بار ایسا ہوا کہ عام مسلمانوں کے بھی کان کھڑے ہوگئے اور جو طبقہ اہمیت نہ دینے میں اپنی دانشوری سمجھتا تھا اب اُس نے بھی احمدیت کی تہوں میں چھپی اسلام دشمنی کے جراثیم کو بھانپ کر علماء کی ہاں میں ہاں ملانی شروع تو کردی۔لیکن ظاہر سی بات ہے کہ فتنے کو جڑ پکڑنے کے لئے کافی وقت مل چکا تھا اور حکومت وقت کی سرپرستی اب پہلے سے کہیں زیادہ تھی کہ ملکہ برطانیہ کی ناپاک نیتوں کی برکت سے وجود پذیر یہ قادیانیت کا خبیث پودا کہیں خشکی کا شکار نہ ہوجائے۔

علامہ انورشاہ کشمیریؒ کی سرپرستی اور خدمات

۱۹۲۰ء کی دہائی قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے باب میں اس حیثیت سے نمایاں مقام رکھتی ہے کہ تحفظ ختم نبوت کے خدام اور شمع نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں کو دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسی نابغۂ روزگار ہستی کی سرپرستی حاصل ہوئی۔قادیانیت کے مذہبی وسیاسی زہریلے جراثیم کو علماء اسلام پہلے ہی دن سے پہچانتے اور اُس کے خلاف اپنی بساط کے مطابق برسرپیکار تھے لیکن ۱۹۱۹ء میں جنگ عظیم اوّل کے اختتام پر جب قادیانیوں کا سیاسی بھیانک چہرہ بھی عوام کے سامنے آگیا تو ۱۹۲۱ء میں خود قادیان میں انگریزی نبوت کی آڑ میں چھپے ملک وملّت کے غداروں کو لگام دینے کے لئے ایک یادگاری کانفرنس منعقد ہوئی جس میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب عثمانی مہتمم دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب اور حضرت مولانا انورشاہ صاحب کشمیری امیر احرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمہم اللہ علیہم سمیت ہندوستان کی مایہ ناز ہستیوں نے شرکت فرمائی۔اس

www.khatmenubuwwat.org

کے بعد انجمن خدام الدین کے سالانہ اجلاس ۱۹۳۰ء میں حضرت کشمیریؒ نے حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اہل علم اور علماء کا ایک ایسا مضبوط جتھا فراہم کیا کہ انگریزی حکومت بھی اپنی خود ساختہ نبوت پر شرمانے اور پناہ مانگنے لگی جبکہ جھوٹی نبوت کے علمبرداروں کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔

کچھ ہی دنوں بعد حضرت مولانا شاہ عطاء اللہ صاحب بخاریؒ کی توجہ سے قادیان میں جہاں مسلمان تقریباً مردہ ہو چکے تھے باضابطہ مجلس احرار کے پلیٹ فارم پر تبلیغ اسلام کا دفتر بنا، حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے پہلے مبلغ وانچارج قرار پائے، قادیان کے ایک مخیّر اور نیک دل بزرگ حضرت شاہ محمد چراغ صاحبؒ کی قربانیوں سے ختم نبوت ٹرسٹ قائم ہوا جس کے زیر نگرانی ایک اسکول قائم ہوا جو پرائمری کے بعد چند ہی برسوں میں مڈل کی حیثیت اختیار کر گیا، ٹرسٹ کی نگرانی میں تین مسجدیں تعمیر ہوئیں تقریباً ۳۶ بیگھہ زمین کی خریداری کی گئی قادیانیوں کی جانب سے مسلمانوں پر بیک وقت آٹھ آٹھ مقدمات قائم کئے گئے جس کی ختم نبوت ٹرسٹ نے کامیابی کے ساتھ پیروی کی اور مسلمانوں کے حق میں بعض مقدمات کے فیصلے بھی ہو گئے، بڑے وسیع پیمانے پر یہ سب کچھ کام جاری تھا۔ (خلاصہ: تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء مرتبہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب)

ادھر سیاسی سطح پر علامہ اقبال نے پنڈت جواہر لال نہرو کو بہت سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن بعد از خرابی بسیار انہوں نے بھی یورپ کے سفر میں جا کر بالآخر یہ سمجھ ہی لیا تھا کہ ہندوستان کو آزاد کرانا ہے تو قادیان کی گمنام ومنحوس بستی میں چھپے ملک وملت کے غدار قادیانیوں کو پہلے کمزور کرنا ہوگا؛ دیگر سیاسی مبصرین بھی تحریک خلافت کے دوران قادیانیوں کے بارے میں یہ خوب سمجھ چکے تھے کہ برصغیر میں ''عجمی اسرائیل'' اگر بنا تو یہ قادیانی ہی ہیں جو اس کا مہرہ بنیں گے اور قادیان اُس کی راجدھانی بن کر ''تل ابیب'' کی حیثیت حاصل کرے گا۔

مذہبی امور میں شعور وآگہی رکھنے والے سچے نبی فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دیوانے ابتدا سے ہی قادیانیت کے لئے سد سکندری بنے رہے اور مرزائیت کو ناکوں چنے چبواتے

رہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اُن کی محنتیں علاقائی سطح پر اور ضرورت کی حد تک محدود تھیں۔ مثلاً حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا محمد حسین بٹالویؒ، مولانا عبداللہ غزنویؒ پیر مہر علی شاہ صاحب، علامہ محسن یمانیؒ، بابو پیر بخش لاہوریؒ، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوریؒ، امام اہل سنت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنویؒ، مولانا ابوالوفا شاہجہاں پوریؒ، مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ، حضرت اقدس مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوریؒ وغیرہ مجاہدین ختم نبوت کے ناموں کی ایک لمبی فہرست تاریخ میں ثبت ہے۔ ان اکابر میں بیشتر کی محنتیں ذاتی اور علاقائی حد تک محدود تھیں جبکہ بعض نے تنظیمی سطح پر بھی علاقائی حدود سے بالاتر ہو کر کام کیے۔ اللہ تعالیٰ اِن اکابر کو اپنے شایان شان جزاء عطا فرمائے اور انہیں کروٹ کروٹ راحت نصیب فرمائے کہ ان کے احسانات سے امت کبھی بری نہیں ہو سکتی۔

تقسیم ملک اور قادیانیوں کی خرمستی

قضاء وقدر کا فیصلہ دیکھئے کہ اسی دوران آزادی اور تقسیم ملک کا قضیہ پیش آیا۔ مسلمانوں پر جو بیتی سو بیتی، دونوں طرف لوگ نفسی نفسی کے عالم میں مبتلا ہو گئے۔ البتہ قادیانیوں کو نئے سرے سے سنبھلنے، اپنی تحریک وسیاست میں پہلو بدلنے اور پاؤں پھیلانے کا موقع مل گیا۔ قادیانی نبی اور قادیانیوں کو پہلے سے ہی ہندوستان کی زمین سے نفرت وعداوت تھی چنانچہ موقع پا کر سارے قادیانی ہندوستان چھوڑ کر اس طرح ربوہ (پاکستان) چلے گئے جس طرح منصوبہ بند طریقے پر دنیا بھر کے یہودی اسرائیل میں جمع کر لئے گئے؛ حتی کہ مرزا قادیانی کی بدبودار لاش کو بھی قادیان کے مرگھٹ میں بے یارو مددگار چھوڑ بھاگے۔ جب خلیفہ قادیان اور قادیان کا سارا کچرا ربوہ پاکستان چلا گیا تو سب سے اخیر میں تحفظ ختم نبوت دفتر کے انچارج، فاتح قادیان، حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے وطن سندھ منتقل ہو گئے۔

اُدھر وکٹوریہ سیاست کے مبصرین نے بھی بھانپ لیا تھا کہ ہندوستان کی موجودہ سرزمین قادیانیت کے لئے نہایت سنگلاخ ہے تاہم افغانستان سے لے کر بنگلہ دیش کے درمیان برصغیر میں بنام احمدیہ جماعت ایک ''اسرائیل'' بٹھانے کی اُن کی اپنی ضرورت باقی تھی لہٰذا انہوں نے بھی

اپنے گماشتوں کو پاکستان منتقل ہوجانے کی ہری جھنڈی دکھا دی اور وہاں ایک وسیع وعریض رقبہ دے کر ”ربوہ“ کے نام سے چھوٹا عجمی اسرائیل بسا دیا۔

تاریخ شاہد ہے کہ تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں قادیانی تحریک ایک قصہ پارینہ بن چکی تھی کوئی نہ جانتا تھا کہ کہاں ہے قادیان اور کیا ہے قادیانیت !اب منقسم ہندوستان کے باشندوں کو قادیانی فتنے سے نجات مل چکی تھی۔ علماء اور عوام نے بھی چین کا سانس لیا اور ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۷۱ء تک کی تاریخ میں اس سلسلے میں عام طور پر خاموشی دکھائی دیتی ہے۔

خاموشی کے بھیانک نتائج

بات اگرچہ طویل ہوتی جارہی ہے لیکن ہے کام کی اس لئے عرض کئے بغیر آگے نہیں بڑھا جاسکتا کہ تقسیم ملک کے بعد صرف چند سال کی خاموشی پر پاکستان میں مسلمانوں کو دس ہزار سے زائد جانوں کے نذرانے پیش کرنے پڑے اور تمام ترکلیدی عہدوں سے ہاتھ دھونا پڑ گیا، لیکن ہندوستان میں کیا ہوا مختصراً عرض ہے کہ صرف چند سالوں میں قادیانیوں نے مسلمانوں میں عمومی طور پر خاموشی اور لاعلمی دیکھ کر ۱۹۷۱ء میں کیرالہ ہائی کورٹ میں داخل ایک مقدمے کا فیصلہ اپنے مسلمان ہونے کے حق میں کرالیا اور کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی۔ قادیانیوں کی جانب سے عالمی سطح کا شاطر سر ظفر اللہ وزیر خارجہ پاکستان براہ راست مقدمہ میں دخیل تھا جبکہ مسلمانوں کا حال یہ تھا کہ ان کی طرف سے صحیح ترجمانی بھی نہ ہوسکی اور قادیانی لیٹریچر مہیا نہ ہونے کی وجہ سے کیرالہ کے اُس وقت کے مقامی مسلمان، اپنی عدالت کو قادیانیت کی صحیح حقیقت سے واقف بھی نہ کرا سکے ۔جبکہ قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں کا ایک فرقہ باور کرانے کے لئے حقیقت پسندی کے بجائے مذکورہ عدالت کی آنکھوں میں کئی طرح سے دھول جھونکے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مسلم جج صاحب نے قادیانیوں کو مسلمان سمجھ کر فیصلہ صادر کر دیا۔

ماضی میں اُس سے قبل کچھ اسی طرح کا حال پٹنہ ہائی کورٹ ۱۹۱۶ء اور مدراس ہائی کورٹ ۱۹۲۳ء میں پیش آیا تھا کہ انگریزی حکومت تو اپنی اِس ناجائز اولاد کے بارے میں حقائق سے واقف تھی لیکن قادیانیوں نے انصاف سے کام نہ لے کر اُن دلائل کے سلسلے میں عدالت کو بالکل

اندھیرے میں رکھا جن سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ مسلمان ایک الگ کمیونٹی کے لوگ ہیں اور قادیانی اُن سے الگ ایک دوسری کمیونٹی کے لوگ ہیں۔اس طرح یکے بعد دیگرے مسلمانوں کی خاموشی اور عدالت کی غلط فہمی میں یہ فیصلے ہوتے رہے کہ جو تاریخ کا بدترین ریکارڈ بنے ہوئے ہیں۔

اللہ جزائے خیر دے دارالعلوم دیوبند کے فاضل حضرت مولانا ریاض احمد صاحب فیض آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ حضرت موصوف نے تقسیم ملک کے بعد پہلی بار ۱۹۶۵ء میں قادیانیوں کے دجل وتلبیس کو بے نقاب کیا اور ضلع ہبلی (کرناٹک) کی عدالت نے قادیانی عقائد ونظریات کا مطالعہ کر کے واضح لفظوں میں فیصلہ دیا کہ قادیانی مسلمان نہیں ہوسکتے کیوں کہ قادیانیوں کا نبی الگ ہے اور مسلمانوں کا الگ۔ اور آج مدراس ہائی کورٹ کے فیصلے کو ناقابل اعتنا سمجھتے ہوئے دنیا کے تین سپریم کورٹوں نے قادیانیوں کے خارج از اسلام ہونے کی تصدیق کر دی ہے۔

۱۹۹۱ء میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے ایک سروے کے دوران دہلی کے ایک قادیانی بشیر احمد سابق انچارج نشر واشاعت قادیان سے راقم سطور کی ملاقات ہوئی جو بلی ماران سنہری مسجد کے ٹھیک سامنے اوپر کے حصے میں رہتا تھا، دہلی کے ہی ایک صاحب جو قادیانیت سے تائب ہو کر مسلمان ہوئے تھے انہوں نے اس کا پتہ بتایا؛ راقم سطور نے اُس سے ملاقات سے قبل جب جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ امام مسجد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ یہاں کوئی قادیانی رہتا ہے۔خود اُس سے مل کر جب معلوم کیا تو اُس نے بتایا کہ ۱۹۴۸ء کے بعد ایک طویل عرصے تک (جس کی صحیح تاریخ اس نے خود متعین نہ کی لیکن ایک اندازہ کے مطابق اس کی مراد ایک ڈیڑھ دہائی تک تھی) پورے ہندوستان میں شمار کر کے پچاس ساٹھ نفر صرف قادیانی رہ گئے تھے۔خود اس نے اپنے بارے میں بھی بتایا کہ وہ بھی پاکستان بھاگ لیا تھا کچھ دنوں کے بعد وہ دوبارہ ہندوستان آیا اور جب سے دہلی میں مقیم ہے۔راقم سطور کے ایک سوال کے جواب میں اُس نے یہ انکشاف کیا کہ چونکہ پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا ہے اس لئے پاکستانی جماعت کے صرفے پر پچاس سے زائد افراد ہندوستان میں قادیانیت کے پرچار کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

www.khatmenubuwwat.org

تقسیم ملک کے بعد ہندوستان کی طرف مرزائیت کا رخ

اور یہ حقیقت ہے کہ تقسیم کے بعد سے ۱۹۷۴ء تک ہندوستان میں قادیانیت اپنے کیفر کردار کو پہنچ کر مردہ ہو چکی تھی۔ علماء اسلام نے پہلے ہی دن اس کو کفر و زندقہ قرار دے دیا تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ مولانا عبداللہ و مولانا عبدالعزیز لدھیانویؒ، اور بالخصوص مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے فتوؤں سے مرزائیت دم توڑنے کے لئے اس طرح بل کھا رہی تھی جس طرح جلتے توے پر سانپ بل کھائے۔ تقسیم ملک سے اگرچہ اِنہیں کچھ راحت مل گئی تھی، لیکن ۱۹۷۴ء میں رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی عالمی کانفرنس اور پھر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی تحریک پر پاکستانی پارلیمنٹ کے ذریعہ قادیانیوں کے کفر و زندقہ پر مہر تصدیق ثبت ہونے کے بعد مزید جب کسی ملک میں قادیانیوں کے لئے قدم رکھنے کی گنجائش نہ رہی، عالمی سطح پر مسلمانوں نے جسدِ ملّی سے قادیانیت کا ناسور کاٹ پھینکا، تو اب انہیں ایک بار پھر ہندوستان کی زمین نرم محسوس ہوئی اور مسلمانوں کی خاموشی سے پھر فائدہ اٹھانے کی ٹھان لی۔

۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء میں جب حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تحریک پر جنرل ضیاء الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''امتناع قادیانیت آرڈیننس'' جاری کیا تو مذہبی حیثیت کا وہ رعب جو مرزائیوں نے صدیوں سے جما رکھا تھا وہ بھی کافور ہو گیا اور قادیانی غبارے سے بالکل ہوا نکل گئی اور اب تو قادیانیوں پر اُن کا اپنا بسایا ہوا عجمی اسرائیل ''ربوٗ'' بھی تنگ ہونے لگا، جن کے مقدر میں ایمان تھا وہ مسلمان ہو گئے، مرزائی خلیفہ برقع پہن کر بھاگا اور لندن میں جا کر پناہ لی اور وہاں سے اُس نے پوری قوت سے ہندوستان کو اپنا اکھاڑا بنا لیا۔

چنانچہ ۱۹۷۴ء کے بعد ایک نئے عزم و حوصلے سے ہندوستان کا رخ کیا، اس لئے کہ اب یہاں ان کے لئے نہ کوئی انور شاہ کشمیری تھا نہ عطاء اللہ شاہ بخاری، اور قادیان میں بیٹھ کر قادیانیوں کی ناک میں نکیل ڈالنے والے مولانا محمد حیات بھی نہ تھے اور تبلیغ اسلام کا وہ دفتر بھی نہ تھا۔ ایک مدت کے بعد قادیانیوں کا جو سیاسی چہرہ چھوٹے اسرائیل کی شکل میں جانا پہچانا گیا تھا اب اُسے بھی کوئی جاننے والا نہ رہ گیا تھا؛ بلکہ ہندوستان کی سیاسی فضا میں اسلام دشمن سیاسی طاقتیں خود اُن کے

لئے معاون نظر آ رہی تھیں۔ اور پاکستان میں چھوٹا عجمی اسرائیل بسا لینے کے بعد تو وہ خود کو مسلمان اور بشمول ہندوستان، دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو برملا کافر کہنے کی جرأت پیدا کر چکے تھے۔

ناظرین! ذرا پچھلی تاریخ پر آپ نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ تقسیم ملک سے پہلے وہ خود ہی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیتوں کی طرح مسلمانوں سے ایک الگ اقلیت قرار دلوانے کے درپے تھے لیکن پاکستان میں گرگٹ کی طرح رنگ بدل کر مسلمانوں کے تمام حقوق پر قبضہ کر کے وہ خود کو ہی مسلمان باور کرانے میں کس طرح کامیاب ہو گئے تھے!!!۔ پھر ہندوستان جیسے سیکولر ملک میں کافر کہنا تو دور، کون تھا جو غیر مسلم اقلیت ہونے کا اُن کا اپنا ہی مطالبہ اُنہیں یاد دلاتا۔ اب تو وہ اسلامی شعائر و اصطلاحات اور ہندوستان کے مظلوم و مقہور مسلمانوں کے حقوق پر قبضے کا وہ جذبہ لے کر آئے تھے جس کا وہ عملی طور پر ایک بار اپنی تجربہ گاہ میں تجربہ کر چکے تھے۔ اب اس شتر بے مہار کی ناک میں کون تھا جو نکیل ڈالتا۔!!

تقسیم ملک کے بعد حالات اور جغرافیائی حدود کی تبدیلی نے موجودہ ہندوستان کے مسلمانوں کو اُس موڑ پر کھڑا کر دیا تھا کہ انگریزی نبوت کا گھوڑا ایک بار پھر اپنے آپ کو بے لگام سمجھنے لگا تھا اور قادیانیت نے اپنے جراثیم میں پہلے سے زیادہ زہریلے اثرات پیدا کر لئے تھے۔ فتنے کا مرکزی علاقہ پنجاب تھا وہاں کا مسلمان جو فتنے کی رگ رگ سے واقف تھا اجڑ کر پاکستان چلا گیا تھا اور دُور دراز کے دیگر صوبوں میں یا تو مسلمانوں کو سرے سے اس فتنے سے واقفیت ہی نہ تھی، یا تھی تو تقسیم کے بعد وہ خواب خرگوش کی حالت میں سو رہے تھے۔

حضرت فدائے ملتؒ تحفظ ختم نبوت کے میدان میں

الحمدللہ اِن مایوس کن و خطرناک حالات میں اللہ رب العزت نے حضرت مولانا سید اسعد مدنی نور اللہ مرقدہ کو یہ توفیق دی اور یہ سہرا انہیں کے سر بندھتا ہے کہ مرحوم نے اپنی ایمانی بصیرت و فراست سے در بدر بھٹکنے والی انگریزوں کی اس ناجائز اولاد کے سیاسی اور تحریکی عزائم کو ٹھیک ٹھیک سمجھا و ران مکروہ عزائم کا تیر بہ ہدف توڑ بھی دریافت کیا۔ حضرت فدائے ملتؒ کی نظر مذکورہ بالا تاریخ کے ساتھ پورے ہندوستان پر تھی وہ ایک لمحہ کے لئے بھی اِس فتنے سے غافل نہ تھے ایک

طرف حضرت والا کی نگاہ سیکولرازم کی آڑ میں چھپے اُن اسلام دشمن عناصر پر بھی تھی جو جمہوریت کے پس پردہ قادیانیوں سے ربط بنائے ہوئے تھے، دوسری طرف آپ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں قادیانیوں کے آہستہ آہستہ بڑھتے ہوئے قدم اور اُس کی تہوں میں پوشیدہ ارتدادی مہم کو بھی بھانپ رہے تھے۔ یہ وہ نازک حالات تھے جو کسی بھی مخلص کو بے چین کردینے کے لئے کافی تھے۔ ان حالات میں ہندوستانی مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت کے لئے جس سیاسی اور دینی بصیرت کا آپ نے مظاہرہ کیا وہ ''کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت'' کی شکل میں مضبوط، مستحکم، اور دوررس نتائج کا حامل پلیٹ فارم آج بھی زندہ وتابندہ دیکھا جاسکتا ہے۔

۱۹۷۴ء سے لے کر ۱۹۸۵ء تک کی ان کی سرگرمیوں کا جائزہ لے کر آپ نے اراکین مجلس شوری کو آگاہ فرمایا اور مجلس کی تجویز کے مطابق اکتوبر ۱۹۸۶ء میں عالمی سطح کا اجلاس دیوبند میں بلایا گیا اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت قائم کر کے قادیانیت کے ردو تعاقب کا باوقار، مضبوط اور علمی پلیٹ فارم ملت اسلامیہ ہند کو مہیا کردیا۔ تبلیغ کے میدان میں بھی ایک بار پھر سیکڑوں افراد، قادیانیوں کی ناکوں میں نکیل ڈالنے والے پیدا کردیئے۔ ملک کے گوشے گوشے میں تحفظ ختم نبوت کی مجلسیں قائم کر کے قادیانیوں کے عزائم وارادے خاک میں ملادیئے۔ بلاشبہ اُس مرد عظیم کا یہ عظیم کارنامہ ان کی جنت کا ضامن اور ہندوستانی مسلمانوں کے لئے قادیانی فتنہ سے نجات کا ذریعہ رہے گا انشاء اللہ۔ اور ہم سب پر حضرت موصوف کا یہ ایک احسان عظیم ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

رابطہ عالم اسلامی کانفرنس اور مولانا مدنی کی ایمانی غیرت وسیاسی بصیرت۔

ناظرین کرام! راقم کی معلومات میں جہاں تک ہے وہ یہ کہ تحفظ ختم نبوت کے میدان میں فدائے ملت کی خدمات کا آغاز ماہ ربیع الاوّل ۱۳۹۴ھ مطابق اپریل ۱۹۷۴ء سے ہوتا ہے جو زندگی کے اخیر لمحات تک حضرت کے رگ وریشے میں پیوست رہی۔ اپریل ۱۹۷۴ء میں عالمی سطح پر جب رابطہ عالم اسلامی کانفرنس بلائی گئی جس میں ۱۴۴ ملکوں کے مسلم علماء وزعماء نے شرکت کی اور اس

کانفرنس میں قادیانیوں کا کفر وارتداد بھی زیر بحث تھا تو اپنے دین کی حفاظت میں خدائی تدبیر دیکھئے کہ اُس کانفرنس میں حضرت فدائے ملت بھی شریک تھے۔ حضرت کی زبانی راقم سطور نے مختلف کانفرنسوں میں جو روئداد سنی اس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے کہ:

فاتح ربوہ سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس کے موقع پر مکہ مکرمہ پہنچ گئے تھے لیکن بیحد پریشان تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ رابطہ کی کانفرنس میں موجود قادیانی گماشتوں کا، کوئی جواب نہ دے سکے اور اس طرح قادیانیوں کے کفر کی قرارداد اختلاف کا شکار ہوجائے۔ خدانہ خواستہ اگر ایسا ہوا تو بہت برا ہوگا اور ساری دنیا میں قادیانی بغلیں بجاتے پھریں گے۔ اس فکر کو لے کر حضرت مولانا چنیوٹی رابطہ کے مختلف ممبران کے پاس گئے اور اُن کو اس پر آمادہ کرنا چاہا کہ وہ بوقت ضرورت جم کر اس موضوع پر بحث کریں مگر کوئی خاص امید کسی نے نہ بندھائی۔ دریں اثناء اسی سلسلے میں حضرت فدائے ملت کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور غرض و غایت بیان کی، حضرت فدائے ملت نے عشق نبویؐ کے جذبے سے سرشار ہو کر نہ صرف یہ کہ پوری توجہ سے مولانا چنیوٹیؒ کے فکر و خیالات کو سنا بلکہ موضوع سے متعلق تمام دلائل کو مستحضر کیا اور فرمایا کہ مولانا اب آپ سے زیادہ ذمہ داری ہماری ہوتی ہے۔ بہر کیف کانفرنس شروع ہوئی اور قادیانیوں کا کفر زیر بحث آیا اور وہی ہوا جو مولانا چنیوٹیؒ کو خدشہ تھا کہ بطور خاص پاکستانی ڈیلی گیشن نے جو اس موقع پر حکومت پاکستان کی نمائندگی کر رہا تھا مصر ہو کر اپنا اختلافی نوٹ لکھوادیا کہ ہم قادیانیوں کے کفر سے اتفاق نہیں کرتے۔ ہوتا یہ تھا کہ پاکستان کے قادیانی گماشتے کچھ اس انداز میں اپنی باتیں کہتے کہ اسے پورے طور پر عرب نمائندے نہیں سمجھ پاتے، دریں اثنا حضرت فدائے ملتؒ نے قادیانی دجل وتلبیس کو بھانپ کر عربی زبان میں عرب نمائندوں سے اجازت چاہی کہ یہ جو لوگ پاکستان کی نمائندگی کر رہے ہیں ان کی زبان اردو ہے اور میں بھی اردو جانتا ہوں لہٰذا مجھے انہی کی زبان میں ان سے گفتگو کی اجازت دی جائے۔ اور اس کے بعد قادیانی دجل وتلبیس کی جو دھجیاں بکھیری ہیں وہ رہتی دنیا تک یادگار رہے گی۔ آپ نے فرمایا کہ دہریت کا زمانہ ہے اور ہماری بد اعمالیوں کے سبب اسلام سب سے کمزور ہے اب جو چاہے سو کرلے۔ کیا اب ہم اتنے کمزور ہوگئے

www.khatmenubuwwat.org

کہ جھوٹی نبوت کے دعویداروں کو بھی اسلام میں داخل مانیں گے؟ کل میدان قیامت میں کونسا منہ ہم لے کر اپنے نبیؐ کے سامنے جائیں گے؟ اور حضرت والا نے قادیانیوں کے کفر پر مدلل تقریر فرمائی۔ پھر کیا تھا پاکستانی ڈیلی گیشن جیسے ہی ہاؤس سے باہر آیا سارے نمائندے اُس پر تھوتھو کرنے لگے کہ کیا یہی پاکستان کی مسلمانیت ہے؟ بالآخر پروگرام کی دوسری نشست میں پاکستانی گماشتوں کو بھی مجبور ہوکر اپنے اختلافی نوٹ خود ہی کٹوانے پڑے اور اس طرح یہ قرارداد متفقہ طور پر پاس ہوگئی کہ قادیانی درجہ بدرجہ کافر، مرتد اور زندیق ہیں۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

اس تاریخ کی روشنی میں بجا طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مولانا اسعد مدنیؒ اس کانفرنس میں نہ ہوتے تو بظاہر کوئی امید نہ تھی کہ قادیانیوں کے کفر پر اتفاق ہو پاتا۔ بین الاقوامی حالات کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو قادیانیوں کا یہ حربہ اس کے ماقبل کے تمام حربوں سے زیادہ منصوبہ بند اور خطرناک تھا، ملت اسلامیہ ایسے نازک موڑ پر کھڑی تھی کہ معمولی سی غفلت بھی اکابرین امت کی تقریباً ایک صدی کی قربانیوں پر پانی پھیرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتی؛ ایسے نازک مرحلے میں احقاق حق وابطال باطل کے لئے تحفظ ختم نبوت کے میدان میں جس مرد مجاہد کا انتخاب اللہ رب العزت نے کیا دنیا اُنہیں فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کے نام سے جانتی ہے۔

راقم سطور آج حضرت موصوف کی روح کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے پھر وہی بات دہراتا ہے کہ فدائے ملت کا فکرومزاج کسی بھی فتنے کے تئیں ذاتی حد تک محدود نہ تھا بلکہ وہ اپنے فکرو مزاج کے زبردست داعی اور مبلغ بھی تھے آپ جس کو غلط سمجھتے تھے اس کو برملا غلط کہتے بھی تھے اور پوری قوت سے کہتے تھے۔ دین وایمان کے خلاف کسی معاملے میں مصلحت نام کی کوئی چیز آپ کی زندگی میں نہ تھی، بلکہ اس کو آپ مداہنت سمجھتے تھے۔ اور یہی وہ آئین جواں مرداں ہے جو آپ کو اپنے ہم عصروں سے ممتاز کرتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً۔

کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام اور نامساعد حالات

حضرت فدائے ملت کی تحریک پر مجلس شوریٰ کی تجویز کے مطابق ۲۹ تا ۳۱ر اکتوبر ۱۹۸۶ء میں دارالعلوم دیوبند میں عالمی سطح کا سہ روزہ اجلاس بلاگیا جس میں رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے

جنرل سکریٹری شیخ عبداللہ عمر نصیف نے بھی شرکت فرمائی اور اجلاس کو وقت کا اہم ترین اقدام قرار دیتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کو مبارکباد دی نیز اِس تاریخی اجلاس میں اپنی شرکت کو خوش نصیبی قرار دیا۔ شرکائے اجلاس نے دیوبند میں مجلس تحفظ ختم نبوت الہند کے قیام کی تجویز پاس کرکے یہ اپیل کی کہ دارالعلوم دیوبند اور اس کے ارکان ''مجلس تحفظ ختم نبوت الہند'' کی سرپرستی فرماتے رہیں گے اور علمی وتبلیغی امور میں اُن کا تعاون مجلس کو حاصل رہے گا۔ اس کی تفصیلات تاریخ کے اوراق میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس موقع پر مجلس کا قیام جن نامساعد حالات میں ہوا اُسے نظرانداز کرنا راقم سطور تاریخ کے ساتھ ناانصافی سمجھتا ہے، اس لئے کہ اس پہلو سے بھی حضرت فدائے ملت کی بسالت وشجاعت جس انداز میں ابھر کر آتی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔

مجلس کا قیام جن حالات میں ہوا وہ فدائے ملت کے لئے کوئی سازگار ماحول نہ تھا کچھ ہی دنوں قبل تقسیم دارالعلوم کا قضیہ نامرضیہ پیش آیا تھا اُس کی مسموم فضا سے ماحول کا متأثر ہونا ناگزیر تھا اور فدائے ملت کا کوئی بھی ملکی سطح کا اقدام متأثر ہوسکتا تھا۔ خود ہندوستان کے سیاسی ماحول پر غور کیجئے کہ کچھ فریب خوردہ لوگ، ایک بار پھر انگریزی گماشتوں کے ہاتھ بک رہے تھے انہیں ماضی میں ملک کے لئے مر مٹنے والے شہداء ہند کی کوئی پرواہ نہ تھی اُنہیں تو بس حکومت برطانیہ کے ''اکلوتا سکہ'' قادیانی مطلوب تھے، بھلا ایسے موقع پر وہ لوگ خاموش رہنے والے کب تھے؟ اور ان سب کو بھی نظرانداز کردیا جائے تو جس خبیث فتنے سے پالا تھا وہ خود ہی مکروفریب کا جال بننے اور اپنے خلاف کسی بھی تحریک کو ثبوتاژ کرنے میں کسی یہودی یا نصرانی سے کہاں کم تھا۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ مسلم سماج میں فدائے ملت کو مذہبی دیوانہ اور خود کو فرزانہ خیال کرنے والے دانشوروں ہی کی کہاں کمی تھی جو وہ کسی اور کو آگے بڑھنے کا موقع دیتے۔ اس سہ رخی اور چومکھی یلغار میں ملکی سطح کی کسی تنظیم کے فیصلے کا اقدام یقیناً حضرت فدائے ملت کی بسالت وشجاعت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ الحمدللہ آپ نے پورے عزم واستقلال کے ساتھ قدم اٹھایا اور مجلس کو فعال بنانے کی مختلف تدبیریں اپنائیں جس کے نتیجے میں آج صرف ہندوستان نہیں بلکہ پوری دنیا کے لوگ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

www.khatmenubuwwat.org

کل ہند مجلس کے بتدریج ترقیاتی اقدامات اور اسکے مفید اثرات

دیوبند میں قیام مجلس کے ابتدائی دو تین سالوں تک جبکہ صرف دفتر کے لئے دارالعلوم دیوبند نے اسے اپنی چہار دیواری میں جگہ دے رکھی تھی مع عہدے داران باضابطہ پورے ملک سے اس کی مجلس عاملہ کے ۲۳؍اراکین منتخب ہوئے۔ اس دوران دفتری نظم ونسق اور طلبہ کی تعلیم و تربیت کا کام جاری رہا۔ ایک طویل مدت تک موضوع سے متعلق اشغال نہ ہونے کی وجہ سے حضرت فدائے ملت کے دل و دماغ پر یہ فکر سوار رہتی تھی کہ میدان میں کام کرنے والے افراد نہ ہوں تو اِس فتنۂ عمیا کا مقابلہ کیسے کیا جائے گا۔ چنانچہ اس کے لئے اراکین مجلس شوریٰ کو برابر تحریک فرماتے رہتے تھے بالآخر یہ تحریک کامیاب ہوئی اور اراکین مجلس کی تجویز کے مطابق پہلی بار دسمبر ۱۹۸۸ء میں حضرت مولانا اسماعیل کٹکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی دارالعلوم میں دس روزہ تربیتی کیمپ لگایا گیا جس میں صرف مغربی یوپی کے منتخب مدارس کے اساتذہ کو دعوت دی گئی۔ اور ۱۹۹۰ء میں حضرت فدائے ملت ہی کی کوششوں سے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی دوسرا دس روزہ تربیتی کیمپ لگا جس میں پورے ہندوستان سے منتخب مدارس کو دعوت دی گئی تھی۔ یہی وہ سال ہے جس میں راقم سطور نے شعبہ مجلس تحفظ ختم نبوت میں تعلیم و تربیت پائی۔ اِن دونوں کیمپوں کے کامیاب نتائج الحمدللہ ظاہر ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد پہلی بار علماء و فضلائے مدارس عربیہ نے قادیانیت کی خطرناکی اور اس کے اسلام مخالف نظریات کو جانا۔

اپریل ۱۹۹۱ء میں کل ہند مجلس کی افادیت کو محسوس کرتے ہوئے دارالعلوم کی مؤقر مجلس شوریٰ نے اپنی ایک تجویز کے ذریعہ باضابطہ اس کو اپنا تعلیمی وتبلیغی شعبہ بنالیا اور منتخب ممبران کو مجلس شوریٰ کے لئے ذیلی مشاورتی کمیٹی کی حیثیت دے دی تاکہ اس کے ذریعے تبلیغی میدان میں مجلس کا دائرہ وسیع ہو اور اس کی افادیت میں اضافہ ہو۔ چنانچہ فروری ۱۹۹۲ء میں مجلس عاملہ کا اجلاس بحیثیت مشاورتی کمیٹی کے شوری کے اجلاس کے موقع پر بلایا گیا تھا۔

مجلس شوریٰ نے اس کی مزید افادیت محسوس کرتے ہوئے ۱۹۹۱ء سے شعبے کے تحت مستقل

مبلغین کا تقرر شروع کیا جس کی تجویز مارچ ۱۹۸۹ء کی مجلس شوری میں پاس ہوچکی تھی۔ تعلیمی شعبے میں پہلے ایک یا دو طلباء کا داخلہ منظور ہوتا تھا اور اب چار فضلائے دارالعلوم کا باضابطہ ایک سال کے لئے داخلہ منظور کیا جاتا ہے جبکہ شوری کی تجویز کے مطابق سہ ماہی کورس میں دیگر مدارس کے فضلاء کو بھی استفادے کا موقع دیا جاتا ہے۔ آج الحمدللہ! شعبہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے فضلاء ملک کے مختلف صوبوں میں تحفظ ختم نبوت کے میدان میں مصروف خدمت ہیں۔

تقسیم ملک کے بعد موضوع کے تعلق سے کتابوں اور لٹریچر کا یہ حال تھا کہ بڑی بڑی لائبریریوں میں کوئی ایک کتاب بھی دستیاب نہ تھی بلکہ اہل علم کی نئی پود یہ بھی نہ جانتی تھی کہ اس موضوع پر ہمارے اکابر نے کس قدر قلمی کارنامے انجام دیئے ہیں۔ آج الحمدللہ آپ کو خاطر خواہ مواد اس موضوع پر قدیم و جدید تصنیفات کا ملے گا۔ خود کل ہند مجلس کی تقریباً ساٹھ کتابیں اور پمفلٹ اردو ہندی اور انگلش میں موجود ہیں۔

www.khatmenubuwwat.org

کتابوں کی فراہمی اور تقسیم کے سلسلے میں حضرت فدائے ملت کی فکرمندی دیکھئے کہ کل ہند اجتماع رابطہ مدارس عربیہ منعقدہ صفر ۱۴۱۵ھ کے موقع پر اجتماع کی پانچویں نشست مجلس تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر رکھی گئی تھی تو اس نشست میں اپنے صدارتی خطاب میں حضرت والا نے باضابطہ اپیل فرمائی کہ اس موضوع پر کام کرنے والوں کو کتابوں کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے اس لئے ان کی طباعت اور تقسیم کے لئے اہل خیر حضرات کو آگے آنا چاہئے۔ اس تحریک پر ایک صاحب خیر نے پچاس ہزار روپئے کے تعاون کا اعلان فرمایا۔ بیس ہزار روپئے کچھ احباب نے مل کر نقد پیش کئے جبکہ بقیہ بہت سے لوگوں نے آئندہ ارسال کرنے کے وعدے کئے۔ اسی طرح سے جون ۱۹۹۷ء میں دہلی کے اجلاس کے موقع پر لاکھوں روپئے کی کتابیں مفت تقسیم کی گئیں تاکہ لوگ پڑھیں اور فتنہ کی خطرناکی کو سمجھیں۔ الحمدللہ اس کے مفید اثرات سامنے آئے، لٹریچر کے توسط سے پڑھے لکھے لوگوں میں فتنہ کے خلاف مناسب بیداری آئی۔ تربیتی کیمپوں میں بھی آپ جگہ جگہ دیکھیں گے کہ حضرت کی توجہ کتابوں کی جانب ہوتی تھی اور اپنے ہاتھ سے کتابوں کو تقسیم فرماتے تھے

کل ہند مجلس کا ایک بڑا کارنامہ قادیانی سیلاب پر بند باندھنے کے میدان میں یہ بھی ہے کہ ملک کے گوشے گوشے میں قادیانی فتنے کے خلاف ایک عمومی فضا اس طرح تیار کردی گئی کہ عوام وخواص کی نظر میں قادیانیت گویا ایک گھناؤنی سی چیز بن کر رہ گئی ہے۔ قادیانی بہادر اب خود کو قادیانی کہتے ہوئے نہ صرف یہ کہ شرماتے بلکہ جھوٹ بولنے پر مجبور ہوجاتے ہیں اور اپنے منحوس نبی کے منحوس نام اور ناپاک وپلید، مولد ومدفن ''قادیان'' کی طرف نسبت کرنے میں گالی محسوس کرتے ہیں۔ انہیں کوئی یہودی کہہ دے تو اتنا نہیں چڑتے جتنا قادیانی کہنے سے چیں بجبیں ہوتے ہیں۔ گویا مکر وفریب کی دنیا میں قادیانیت یہودیت سے بھی دو قدم آگے کی چیز بن گئی ہے۔

اسی طرح راقم سطور کا خود تجربہ ہے کہ ایک زمانے میں اخبار اور میڈیا کے لوگ لفظ ''قادیانی'' استعمال کرتے ہوئے سلطنت برطانیہ کے اکلوتے سکہ سے خوف کھاتے اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوئی خبر شائع کرنے سے گھبراتے تھے، جیسا کہ ابھی بھی بعض اخبار والوں نے اپنی ترقی کا راز اسی میں مضمر سمجھا ہے۔ مسلم اور ایمان دار ایڈیٹر اور مسلم اخباری نمائندے بھی اپنی دانشوری اسی میں سمجھتے تھے کہ قادیانیوں کے خلاف کچھ نہ کہا جائے۔ بلکہ بعض تو رواداری اور تہذیب وادب کے حوالے سے مرزا قادیانی کو باضابطہ ''صاحب'' کہلوانا اور لکھنا پسند کرتے تھے۔ لیکن جب اُن سے پوچھا جاتا کہ جناب! پھر مسیلمہ کذاب نے کون سا گناہ عظیم کیا تھا کہ آج تک آپ اس کو مسیلمہ صاحب، ابوجہل صاحب، نہیں کہتے؟ اس کا کوئی جواب موجودہ دور کے فرزانوں کے پاس نہیں ہوتا۔

کل ہند مجلس کے پلیٹ فارم سے آج الحمدللہ امت سمجھ چکی ہے کہ مرزا قادیانی میں کیا خوبیاں تھیں جو اُس کے دعویٔ نبوت پر توجہ دیجائے۔ بلکہ قادیانیوں میں سے بے شمار افراد کو راہ ہدایت اسی راہ سے ملی اور جن کے مقدر میں ہدایت نہیں وہ مرزا کے دعوے پر تو خوب بحث کرتے ہیں لیکن اس کی ذات پر بحث تو دور اس کو سننے، سمجھنے سے بھی شرماتے اور منہ چھپاتے ہیں۔

کل ہند مجلس کے ذریعے تبلیغی میدان میں جو کارہائے نمایاں انجام پائے ہیں وہ بھی حضرت فدائے ملت کی دینی بصیرت کے درخشندہ ابواب ہیں۔ ملک کے گوشے گوشے، تربیتی کیمپوں کا انعقاد، اجلاس عام، خصوصی میٹنگیں، ضلعی اور صوبائی سطح پر کل ہند مجلس سے ملحق مجالس کا

قیام اور پھر ان کے تحت لیٹریچر کی طباعت وتقسیم، مدارس میں اس موضوع پر شعبوں کے قیام کی تحریک وغیرہ خدمات کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔ آج الحمدللہ حضرت موصوف کی سیاسی اور دینی سوجھ بوجھ نے کل ہند مجلس کے پلیٹ فارم سے قادیانی فتنے کا ایسا توڑ دریافت کیا کہ مرزائیت خفیہ یا اعلانیہ، جہاں بھی جاتی ہے کل ہند مجلس کو اپنے لئے سد سکندری پاتی ہے، اور ایسے لوگوں کی معتدبہ تعداد ہے جو قادیانیت کے جال میں پھنس گئے تھے لیکن کل ہند مجلس کی مساعی جمیلہ کے صدقے قادیانیت سے تائب ہوکر دوبارہ اسلام میں داخل ہوئے اور اُن لوگوں کی تو ایک بڑی تعداد ہے جو کسی طرح مرزائیت سے متأثر ہوچکے تھے اور انہیں کل ہند مجلس کی تبلیغ یا لٹریچر سے ہدایت ملی اور وہ ازخود راہ راست پر آگئے۔ ورنہ ہندوستان میں مسلمانوں کے پاس وہ مادی وسائل کہاں ہیں جو اُن کا مقابلہ کرتے اور کس کس میدان میں کرتے۔

تحفظ ختم نبوت کے تعلیمی میدان میں حضرت والا کے فیوض

تحفظ ختم نبوت کی پوری تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو بدیہی طور یہ عیاں ہے کہ ہمارے اکابر متقدمین نے تصنیفی اور تبلیغی میدان میں کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا، بلکہ ہر موضوع پر مختلف جہات سے تشفی بخش اور سیر حاصل مواد موجود ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اِس عظیم ذخیرے میں کوئی ایسا مرتب نصاب ہمیں نہیں ملتا جس پر دور حاضر میں رائج طریقۂ تدریس کے مطابق کام کیا جائے اور مختصر وقت میں فضلائے مدارس عربیہ میں شرح وبسط کے ساتھ میدان میں کام کرنے کی صلاحیت وجرأت پیدا کردی جائے۔ رجال کار کی تیاری کے لئے ظاہری بات ہے کہ نصاب ایک بنیادی کردار نبھاتا ہے؛ ذمہ داران شعبہ نے جو نصاب بنایا تھا حضرات اراکین مجلس شوریٰ کے توسط سے حضرت فدائے ملت نے اس پر عمل درآمد کے لئے کامیاب افراد مہیا فرماکر نہ صرف یہ کہ رجال کار کے لئے تعلیمی میدان میں روح پھونک دی بلکہ تحفظ ختم نبوت کی تاریخ میں ایک مفید باب کا اضافہ فرمانے کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے۔ آج الحمدللہ یہی نصاب ہندوستان کے اُن تمام مدارس میں رائج ہے جہاں یہ شعبہ قائم ہے۔

بعض لوگ اس کو صرف مطالعاتی مضمون سمجھتے رہے ہیں اور اِس خام خیالی میں مبتلا رہے

www.khatmenubuwwat.org

کہ اگر کسی کو مسلسل مطالعہ کرا دیا جائے تو کما حقہ مقصد حاصل ہو جائے گا اور بعض پڑھے لکھے لوگ تو اس کو خشک موضوع قرار دے کر سرے سے اِس میں لگنے ہی کو فضول و تضیع اوقات سمجھتے رہے ہیں۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں اکثر دفعہ ہماری خامیاں ہی اُن لوگوں کی غلط فہمی کا سبب بنتی رہی ہیں لیکن گذرتے وقت کے ساتھ ایسے ناقدین نے از خود یہ محسوس کیا کہ واقعی یہ موضوع سے اپنی ناواقفیت اور غلط فہمی تھی کہ اس کو ایک مطالعاتی مضمون سمجھا گیا یا فضول سمجھا گیا۔ بلکہ کچھ دنوں بعد نصاب کی کامیابی کو بھی انہوں نے محسوس کیا جب میدان میں دیکھ لیا کہ تحفظ ختم نبوت کے فضلاء قادیانیوں کے گھروں میں گھس گھس کر حملہ کرنے کی جرأت وصلاحیت رکھتے ہیں۔ اور عوام کا ہو یا پڑھے لکھے لوگوں کا طبقہ، ہر میدان میں یہ نصاب اپنے حاملین میں جرأت و بیباکی پیدا کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔

جہاں تک اہل فن کی بات ہے تو مئی ۲۰۰۱ء میں راقم سطور کی ملاقات جب تحفظ ختم نبوت کے استاذ الاساتذہ اور اپنے فن کے امام، یکتائے روزگار حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی نور اللہ مرقدہٗ سے ہوئی تو حضرت موصوف نے دار العلوم میں شعبہ تحفظ ختم نبوت کے نصاب سے متعلق تفصیل سے معلوم فرمایا اور اپنے صاحبزادگان جناب مولانا محمد الیاس صاحب، و محترم مولانا ثناء اللہ صاحب نیز جناب مولانا مشتاق احمد صاحب و دیگر اساتذہ جامعہ چنیوٹ کی موجودگی میں بیحد پسندیدگی و خوشی کا اظہار فرمایا جو اس کے مفید مستند ہونے کی بڑی دلیل ہے۔ اسی موقع پر حضرت نے بندۂ ناچیز کا امتحان بھی لیا اور اپنی خصوصی سند سے نوازا جو بندہ کے لئے دنیا و آخرت کا بے بدل سرمایہ ہے۔ سفر سے واپسی کے بعد پھر حضرت استاذ محترم کا خط بندہ کے نام آیا جس میں اُس نصاب کی تفصیل اور طریقۂ تدریس تحریراً مطلوب تھی، راقم سطور نے وہ تفصیل بذریعے ڈاک ارسال کی۔

رجال کار کی تیاری کے لئے تربیتی کیمپوں کا سلسلہ
اور حضرت فدائے ملت کی دلچسپی

ناظرین! حضرت فدائے ملت کی زندگی کا یہ بڑا تابناک پہلو اور دانشمندانہ اقدام ہے اگر

تفصیل سے اس پر کچھ لکھا جائے تو بلا مبالغہ ایک ضخیم تاریخی کتاب تیار ہوگی۔ سر دست مختصراً تربیتی کیمپوں کی ایک اجمالی تاریخ ناظرین کی خدمت میں پیش ہے جو انتہائی عجلت میں لکھی گئی ہے فروگذاشت تو ہونا یقینی ہے اس لئے قارئین سے پیشگی معذرت ہے۔ ایک دو کو چھوڑ کر ہندوستان کے تقریباً تمام ہی تربیتی کیمپوں میں راقم سطور شریک رہا ہے۔ جن تربیتی کیمپوں میں حضرت فدائے ملت نے شرکت فرمائی یا جن اجلاسوں اور کانفرنسوں کو آپ نے خطاب فرمایا، اپنی یادداشت اور کچھ کل ہند مجلس کے ریکارڈ سے حاصل کر کے بندہ جو کچھ تیار کر سکا وہ پیش خدمت ہے۔ اگر کوئی کیمپ یا اجلاس عام اِس مضمون میں شامل نہیں تو اپنے قارئین سے گذارش کروں گا کہ اُس کی تفصیلات سے مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ شامل ہو سکے۔ انشاء اللہ آئندہ اس اجمال کی تفصیل بھی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جائے گی۔

فروری ۱۹۹۲ء: تربیتی کیمپ دار العلوم گاڑی گاؤں گوہاٹی۔

تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر رجال کار کی تیاری کے لئے حضرت فدائے ملت کی فکر کا حال یہ تھا جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے اپنے تمام متعلقین کو موقع بموقع اس جانب توجہ دلاتے رہتے تھے۔ چنانچہ دار العلوم دیوبند کی چہار دیواری سے باہر سب سے پہلے صدر جمعیۃ علماء آسام حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدظلہ کی دعوت پر دار العلوم گاڑی گاؤں گوہاٹی میں ۲۱ تا ۲۶ رشعبان ۱۴۱۲ھ مطابق فروری ۱۹۹۲ء پانچ دن کا تربیتی کیمپ لگا جس میں مربی خصوصی کی حیثیت سے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب کٹکیؒ، حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری اور راقم سطور (شاہ عالم گورکھپوری) نے شرکت کی کیمپ کی آخری نشست مندوبین کے تأثرات کے لئے خاص کی گئی تھی وہ حضرت فدائے ملت کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس پوری نشست میں حضرت تشریف فرماں رہے اور مندوبین کے تأثرات سنتے رہے اور اخیر میں فتنے کے عواقب و عوامل پر روشنی ڈالتے ہوئے علماء کو اس کے خلاف آگے آنے اور مسلسل کام کرنے کی ترغیب دی۔ مندوبین نے اپنے تأثرات میں بتایا کہ کیمپ میں شرکت سے پہلے قادیانیت کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے تھے لیکن اب الحمد للہ! علی وجہ البصیرت قادیانیوں کی فریب کاری اور اُن کے اسلام مخالف عقائد و نظریات ہمیں

www.khatmenubuwwat.org

معلوم ہوگئے ہیں انشاءاللہ عوام کو اِس فتنہ سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔اس کیمپ میں تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد علماء منی پور، میگھالیہ، مغربی بنگال اور آسام کے شریک تھے۔

۲۶؍شعبان میں بعد نماز ظہر حضرت شیخ احمد علی باسکنڈی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس میں حضرت فدائے ملت کا ایمان افروز بیان ہوا جو آج بھی کل ہند مجلس کے ریکارڈ میں محفوظ ہے۔تقسیم ملک کے بعد آسام کی تاریخ میں یہ پہلا ریکارڈ ہے کہ قادیانیت کے خلاف تربیتی کیمپ لگا اور کھلے اسٹیج سے قادیانیوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند ہوئی ورنہ اس سے پہلے کا حال یہ تھا کہ قادیانی خود کو مسلمان بتا کر مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی خفیہ سرگرمیوں میں اس طرح بدمست تھے کہ انہوں نے آسامی زبان میں قرآن مجید کا غلط اور من گھڑت ترجمہ چھاپ کر کے گھر گھر تقسیم کرنا شروع کر دیا تھا اور کوئی اُن کی ارتدادی تحریک کا نوٹس لینے والا نہ تھا۔

www.khatmenubuwwat.org

جولائی ۱۹۹۲ء: سہ روزہ تربیتی کیمپ مدراس

دارالعلوم کی چہار دیواری سے باہر گوہاٹی میں تربیتی کیمپ کی کامیابی اور افادیت کو دیکھتے ہوئے شہر مدراس میں ۲۵؍۲۶؍۲۷ جولائی ۱۹۹۲ء میں سہ روزہ تربیتی کیمپ لگایا گیا۔اس کیمپ کے داعی حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند اور اُن کے خصوصی رفقاء کار پروفیسر نصر اللہ صاحب، مولانا محمد اقبال صاحب وانمباڑی وغیرہ تھے۔اِس کیمپ میں بھی راقم سطور خصوصی طور پر شریک رہا۔کیمپ کی آخری اور آٹھویں نشست ۲۷؍جولائی میں بعد نماز مغرب زیر صدارت حضرت فدائے ملتؒ منعقد ہوئی جس میں حضرت مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ نے اپنے خصوصی خطاب میں جو کچھ فرمایا تھا اسے ملاحظہ فرمایئے پروفیسر نصر اللہ صاحب کے قلم سے:

”حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے اپنی تقریر کے اخیر میں اس بات کا خصوصیت سے تذکرہ فرمایا کہ ہندوستان میں دوبارہ قادیانیت کے فتنہ کے سر ابھارنے کی وجہ سے اس کے تعاقب وسرکوبی کے لئے مسلمانوں میں عموماً اور علماء کرام میں خصوصاً بیداری پیدا کرنے کی جو تحریک دارالعلوم دیوبند کی سرپرستی میں شروع ہوئی ہے اور

جس کا ایک شاندار مظاہرہ مدراس کا یہ تربیتی کیمپ ہے اس تحریک اور تمام تر جد جہد کے روح رواں حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند ہیں جن کے ہم بیحد شکر گذار ہیں ۔اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس کے مفید نتائج ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔“ (آئینہ دارالعلوم)

سیکریٹری رپورٹ کے بعد حضرت فدائے ملت نے اپنے ہاتھوں سے تمام شرکاءکیمپ کو سند شرکت عنایت فرمائی اور اپنے خصوصی خطاب میں اپنی اُن مساعی جمیلہ کا مختصر طور پر بطور اظہار واقعہ ذکر فرمایا جو حضرت موصوف نے قادیانیوں کے تعاقب میں عالم اسلام کی نمائندہ کانفرنس ”رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ“ میں انجام دیں اور اس پر اللہ کا شکر ادا فرمایا کہ ان مساعی کے بہترین نتائج سامنے آئے اور عالم اسلام نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے کفر وارتداد کا فتویٰ صادر کر دیا۔حضرت نے اسلام میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان فرما کر اعلان فرمایا کہ اس کے تحفظ کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کیا جائے گا انشاءاللہ۔

جولائی ۱۹۹۲ء: صوبہ کیرالہ کا دورہ اور نمائندہ اجتماع میں شرکت

کیرالہ ہندوستان کا ایک ایسا صوبہ ہے جہاں قادیانی ایک مدت سے خرمستیوں میں مبتلا تھے اس صوبے میں حضرت فدائے ملت کی تحریک پر صوبہ کے علماء کا ایک نمائندہ اجتماع ۲۹؍جولائی ۱۹۹۲ء میں بلایا گیا جس کے داعی مولانا محمد صالح محمد نوح صاحب القاسمی مہتمم مدرسہ حسینیہ آلوای تھے۔دارالعلوم دیوبند کی جانب سے شریک ہونے والے وفد میں راقم سطور کا بھی نام تھا۔مولانا محمد اسحاق قاسمی صاحب سکریٹری مجلس تحفظ ختم نبوت کیرالہ اپنی رپورٹ میں تحریر کرتے ہیں:

”۲۸؍جون کی شب میں حضرت فدائے ملت نے ردقادیانیت کے موضوع پر مدرسہ حسینیہ کایم کولم میں بیان فرمایا جس میں قرب وجوار کے کثیر علماء شریک رہے۔

۲۹؍جولائی کی صبح ۸ بجے مدرسہ فاروقیہ چندرور میں بھی ردقادیانیت کے موضوع پر جلسے کا انعقاد ہوا، حضرت نے اپنے بلند پایہ خطاب میں سامعین وحاضرین کو قادیانی فتنہ کی سنگینی کی طرف توجہ دلا کر اس کے مقابلے کے لئے ہر قسم کے وسائل بروئے کار

لانے پر زور دیا۔

اسی روز جامعہ حسینیہ آلوای میں ۱۱ر بجے سے نمائندہ اجتماع کا پروگرام شروع ہوچکا تھا۔ پروگرام کی تیسری اور آخری نشست میں بعد نماز عصر یہاں بھی حضرت موصوف نے علماء کو قادیانی فتنہ کی سنگینی کی طرف توجہ لائی اور مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی کے کیریکٹر اور حالات زندگی بیان فرماتے ہوئے اس کی جھوٹی پیشگوئیوں کا تذکرہ فرمایا جس سے مرزا قادیانی کا کذاب ودجال ہونا عیاں ہوگیا۔ چنانچہ تمام حاضرین نے وعدہ کیا کہ اپنے اپنے علاقے میں انشاء اللہ اس فتنے کے تعاقب کا سلسلہ شروع کریں گے۔ اسی نشست میں مجلس تحفظ ختم نبوت کیرالہ کی تشکیل بھی عمل میں آئی۔'' (خلاصہ: رپوٹ آئینہ دارالعلوم)

قادیانی فتنہ کے خلاف مسلم ممبران پارلیمنٹ کی ذہن سازی

حضرت فدائے ملت نے تحفظ ختم نبوت کی خدمت کو اپنے شب وروز کے مشغلے میں اس طرح شامل کررکھا تھا کہ عوامی میدان ہو یا علماء ومدارس کا یا سیاسی وسماجی دانشوران قوم وملت کا، کہیں بھی آپ اِس خدمت سے غافل نظر نہیں آتے، چنانچہ ایک دفعہ دسمبر ۱۹۹۲ء میں تمام مسلم ممبران پارلیمنٹ کی آپ نے دفتر جمعیۃ علماء ہند میں دعوت کی تو بطور خاص ان کے سامنے قادیانی مسئلے کو رکھا اور تبادلۂ خیالات کے بعد تمام ممبران نے بالاتفاق طے کیا کہ قادیانیوں کے خلاف کام کیا جانا چاہئے۔ اسی طرح ایک میٹنگ آپ نے دفتر جمعیۃ علماء ہند میں دہلی کے عمائدین کی بلائی جس میں ڈاکٹر رشید الوحیدی صاحب، ڈاکٹر مولانا ہشام صاحب، خواجہ سلیم احمد صاحب، مولانا ظفر الدین صاحب باب العلوم جعفرآباد وغیرہ دہلی کی اہم ترین شخصیات نے شرکت کی۔ میٹنگ میں آپ نے قادیانیوں کی دسیسہ کاریوں سے شرکاء مجلس کو آگاہ فرمایا اور مشورے میں یہ طے کیا گیا کہ دہلی میں ختم نبوت کے موضوع پر کانفرنس بلائی جائے تاکہ عوام اس فتنہ کے خلاف بیدار ہوجائیں۔

۱۹۹۵ء: سہ روزہ تربیتی کیمپ کلکتہ

کلکتہ اور مغربی بنگال کے بعض علاقوں میں قادیانیوں نے عوام کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھا

کر باضابطہ پوسٹر بازی شروع کردی حضرت فدائے ملت کو جیسے ہی اس کی خبر ہوئی آپ نے جمعیۃ علماء مغربی بنگال کو متحرک فرمایا اور ۲۸ تا ۳۰ر شوال ۱۴۱۵ھ میں سہ روزہ تربیتی کیمپ لگایا گیا جس کے داعی جناب مولانا صدیق اللہ چودھری صاحب جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء مغربی بنگال اور اُن کے رفقاء کار تھے۔ کیمپ کے بعد اجلاس عام بھی بڑے پیمانے پر کلکتہ کے مشہور میدان پارک سرکس میں منعقد ہوا جس میں دیگر علماء کے ساتھ بطور خاص حضرت فدائے ملت کا بیان ہوا جس سے کلکتہ کے عوام میں قادیانی فتنہ کے خلاف عمومی بیداری آئی۔ شرکاء کیمپ میں سند شرکت اور رد قادیانیت کے موضوع پر قیمتی کتابوں کے سیٹ منتظمین کی جانب سے تقسیم کئے گئے جو قیمتاً کل ہند مجلس سے حاصل کئے گئے تھے۔

دسمبر ۱۹۹۵ء اجلاس رابطہ مدارس عربیہ کے موقع پر ایک خصوصی نشست

ترتیب وار سابقہ پروگراموں سے ناظرین نے خود اندازہ لگالیا ہوگا کہ تحفظ ختم نبوت کا موضوع حضرت فدائے ملت کے شب وروز کے معمولات میں شامل تھا۔ تحفظ ختم نبوت کا کوئی پروگرام ہو کوئی تقریب ہو، حتی الامکان اس میں ضرور شرکت فرماتے تھے۔ اسی طرح کا ایک ریکارڈ ۱۴ر دسمبر ۱۹۹۵ء میں ملتا ہے، تحریر غالباً مفتی معصوم ثاقب فیض آبادی کی ہے جس میں لکھا ہے رابطہ مدارس عربیہ کے اجلاس منعقدہ ۱۴ر دسمبر ۹۵ء کے موقع پر کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے مندوبین ورفقاء مجلس کے لئے ایک مشاورتی میٹنگ منعقد ہوئی تو اس میں خصوصی طور پر حضرت مولانا سید اسعد مدنی نے شرکت فرمائی اور ایک پرمغز اور مفصل خطبہ ارشاد فرمایا۔ دوران خطبہ حضرت نے فرمایا کہ:

> قادیانیت اسلام دشمن طاقتوں کا ایک حصہ ہے یہ مسلمانوں کو روپے پیسے اور اسکالرشپ وغیرہ کا لالچ دے کر مرتد بناتے ہیں اور قرآن وحادیث کی نصوص میں تاویلات کر کے مسلمانوں میں عقائد باطلہ کی ترویج کرتے ہیں اِس وقت دنیا کے تمام بڑے ملکوں میں ان کے مراکز قائم ہوچکے ہیں بالخصوص ہندوستان میں کفر وارتداد پھیلانے میں مصروف ہیں۔ اس موقع پر حضرت نے اپنی تقریر میں خصوصاً

www.khatmenubuwwat.org

رابطہ عالم اسلامی کے متفقہ فیصلے کا ذکر کیا جس میں عالم اسلام کے کل علماء بشمول حضرت والا نے قادیانیوں کو کافر و مرتد قرار دیا، آپ نے رابطہ کے اس فیصلے کا پس منظر بھی ذکر فرمایا۔ اور کچھ تجاویز بھی حضرت نے پیش فرمائیں جس کے متعلق حضرت مولانا سید اسماعیل کٹکی صاحبؒ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ یہ محض تجاویز نہیں بلکہ ردقادیانیت کے بارہ نکاتی پروگرام ہیں اگر ان پر عمل درآمد ہو تو قادیانیت کا قلع قمع ہوسکتا ہے۔

ہندوستان میں قادیانی کتب کے مراجع کی سخت ضرورت محسوس کی جارہی تھی چونکہ مرزائی مرزا کی کتابوں کو اس طرح چھپاتے پھرتے ہیں جیسے بلی اپنی غلاظت کو چھپاتی ہے۔ اس ضرورت کی تکمیل کے لئے بطور خاص حضرت فدائے ملتؒ نے پروفیسر الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' شائع کرنے کی تحریک فرمائی چنانچہ جنوری ۱۹۹۶ء میں باضابطہ کل ہند مجلس کی جانب سے اسے شائع کیا گیا جس پر آپ نے بھی ایک صفحے کا مقدمہ تحریر فرمایا ہے۔

اپریل ۱۹۹۶ء: نیپال میں چار روزہ تربیتی کیمپ

نیپال کے پسماندہ علاقوں میں تشویشناک حد قادیانی ریشہ دوانیوں کی اطلاعات حضرت فدائے ملت کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں چنانچہ نیپال کی سرحد، رمول، (نیپال) و رکسول (ہندوستان) میں ردقادیانیت کے موضوع پر دو کانفرنسیں ہوئیں تو اس میں بھی حضرت والا شریک ہوئے حضرت کے ہمراہ جناب مولانا محمد عرفان صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند بھی شریک پروگرام رہے۔ اسی سلسلے میں حضرت کی باضابطہ ہدایت پر جناب ڈاکٹر ظفر الحسن صاحب چندن بارہؒ نے اپنے رفقاء کے ہمراہ نیپال میں متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور علاقہ کے علماء و دانشوروں کو متوجہ کیا۔ چنانچہ مدرسہ محمودیہ راجپورہ ضلع روتہٹ نیپال میں چار روزہ تربیتی کیمپ ۳۰/مارچ تا ۲/اپریل ۱۹۹۶ء میں لگایا گیا جس میں حضرت فدائے ملت نے مبسوط خطاب فرمایا اور شرکائے کیمپ کے

www.khatmenubuwwat.org

علاوہ شرکائے اجلاس کو بھی اپنے فیوض سے مستفیض فرمایا اور آپ کی تحریک پر تحفظ ختم نبوت کی آل نیپال کمیٹی بھی تشکیل دی گئی۔

جولائی ۱۹۹۶ء: زکریا اسٹریٹ کلکتہ میں اجلاس عام

جمعیۃ علماء مغربی بنگال کے جنرل سکریٹری مولانا صدیق اللہ چودھری کی دعوت پر تحفظ ختم نبوت و ردقادیانیت کے موضوع پر دو یوم کا اجلاس عام کلکتہ کے مصروف ترین علاقہ زکریا اسٹریٹ کے چوراہے پر منعقد کیا گیا جس میں بطور خاص حضرت فدائے ملت نے شرکت فرمائی اور خطاب عام سے مجمع کو مستفیض فرمایا۔

اکتوبر ۱۹۹۶ء جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ میں خصوصی غور خوض

حضرت فدائے ملتؒ کی تحریک پر جمعیۃ علماء ہند کی مجلس عاملہ کی میٹنگ میں خصوصی طور پر قادیانی سرگرمیوں کا سد باب کرنے کے لئے غور وخوض کیا گیا اور دفتر جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے اڑیسہ، بنگال، اور آندھرا پردیش میں ردقادیانیت کے مبلغین کے تقرر کئے جانے کی منظوری دی گئی اور مقامی ذمہ داران کو ان کی نگرانی سپرد کی گئی نیز مجلس میں یہ بھی طے ہوا کہ انگریزی زبان میں ردقادیانیت کے موضوع پر کتابیں اور پمفلٹ شائع کرائے جائیں۔

مارچ ۱۹۹۷ء: ۲۴ پرگنہ میں دوروزہ اجلاس عام

صدر جمعیۃ علماء ۲۴ پرگنہ، جناب مولانا عبدالسلام رحیمی اور جناب مولانا صدیق اللہ چودھری صاحب کی دعوت پر ۲۴ پرگنہ میں دوروزہ اجلاس ۲/۳ مارچ ۱۹۹۷ء میں منعقد کیا گیا جس میں حضرت فدائے ملت نے دو تہائی بنگلہ زبان میں زبردست بیان فرمایا اور مرزا قادیانی کے کذبات کھول کھول کر بیان فرمائے۔ یہ وہ علاقہ تھا جہاں محض اپنی چودھراہٹ سے قادیانی گماشتے کوئی پروگرام نہیں ہونے دیتے تھے لیکن چند باہمت افراد کے تعاون سے قادیانیوں کی ساری چودھراہٹ خاک میں مل گئی اور پروگرام کی تمام نشستیں کامیاب ہوئیں۔ اس پراگرام میں بحمداللہ راقم سطور (شاہ عالم گورکھپوری) بھی شریک تھا۔

مئی ۱۹۹۷ء: کوچ بہار میں قادیانی مباہلہ سے فرار ہوئے

پچھّم بنگال کے کوچ بہار علاقہ میں قادیانی جگہ جگہ مباہلہ کا چیلنج دیتے پھر رہے تھے اور اس بہانے مسلمانوں کو بہکاتے تھے، اس کی اطلاع مفتی عبدالنور قاسمی اور مولانا مجاہد اسلام قاسمی آسامی نے مرکز المعارف ہوجائی آسام کو دی، چنانچہ مرکز کی طرف سے مولانا سعد الدین اور مولانا عبدالقادر صاحبان کو بھیج کر ایک بڑے اجلاس عام کی تیاری غالباً ماہ مئی یا اپریل میں کی گئی جس میں حضرت فدائے ملتؒ اور حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کریم گنجی اور جناب مولنا عبدالرشید قاسمی صاحب نے شرکت کی، قادیانیوں کو مباہلہ کے لئے سامنے آنے کی تو کیا جرأت ہوتی جب کسی قیمت پر مباہلہ کے لئے راضی نہ ہوئے تو مقامی ایس پی صاحب نے قادیانیوں سے عہد لیا کہ وہ علاقہ فوری طور پر خالی کردیں۔ اس موقع سے حضرت کا خصوصی خطاب عام ہوا۔

جون ۱۹۹۷ء: شاہجہانی جامع مسجد دہلی میں عظیم الشان کانفرنس

کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی زیر نگرانی، جمعیۃ علماء ہند دہلی کی دعوت پر ۱۴؍ جون ۱۹۹۷ء میں ایک تاریخی کانفرنس بلاکر قادیانیوں کے بارے میں مسلمانوں کا موقف واضح کیا گیا تاکہ مسلمان، قادیانی فرقہ کی ارتدادی زہرناکیوں سے آگاہ ہوجائے۔ اس موقع پر ایک وقیع خطبہ حضرت فدائے ملت نے پیش فرمایا۔ اس کانفرنس میں حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرکت فرمائی تھی اور غالباً آپ نے ہی پروگرام کا افتتاح بھی فرمایا تھا۔ پروگرام سے قبل ایک پریس کانفرنس بھی حضرت نے بلائی تھی جس سے پورے ملک میں میڈیا کے ذریعے قادیانیوں کا ملحدانہ چہرہ عوام کے سامنے آگیا۔ تقسیم ہند کے بعد یہ پہلی تاریخی کانفرنس ہے جو جامع مسجد دہلی کے اردو پارک میں منعقد ہوئی جس میں پچاس ہزار سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی تھی۔

اکتوبر ۱۹۹۷ء: کاٹھمنڈو میں عظیم الشان کانفرنس

مجلس تحفظ ختم نبوت نیپال کی جانب سے نیپال کی راجدھانی کاٹھمنڈو کے راشٹریہ

سبھا گیری ہال میں ۳۰؍ اکتوبر ۱۹۹۷ء میں ایک تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ملک کے وزیر اعظم اور متعدد ممبران پارلیمنٹ نے مسلمانوں کے موقف کی حمایت میں شرکت کی۔ حضرت فدائے ملت کا پرمغز بیان ہوا جس سے پورے ملک میں قادیانیوں کا ارتدادی چہرہ عوام وخواص کے سامنے آیا۔ نیپال کی تاریخ میں تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر یہ پہلی کانفرنس تھی جو زیر صدارت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب صدر مجلس منعقد ہوئی۔ راقم سطور بھی اس پروگرام میں شریک تھا۔

ستمبر ۱۹۹۷ء: شہر کلکتہ میں اجلاس عام

جمعیۃ علماء کلکتہ کی دعوت پر سرائٹ اسٹریٹ شہر کلکتہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس ۲ ستمبر ۱۹۹۷ء میں منعقد ہوئی جس میں فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے اپنے پرمغز خطاب سے سامعین کو مستفید فرمایا۔ کلکتہ کے قادیانیوں نے اس کانفرنس کو روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کردیا لیکن قادیانیوں نے اپنے منہ کی کھائی اور الحمدللہ پروگرام کامیاب ہوا۔

۱۹۹۸ء: کرناٹک کے قادیانی حج کے بغیر واپس

حضرت فدائے ملتؒ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود قادیانی فتنہ کی سنگینی کو کس طرح محسوس فرماتے تھے، اسکی ایک مثال یہ بھی ملاحظہ کیجئے کہ ۱۹۹۸ء میں کرناٹک کے چند قادیانی خفیہ طور پر حج کے ارادے مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ کل ہند مجلس اور جمعیۃ علماء ہند کی جانب سے ضابطہ کی کارروائی عمل میں لائی جارہی تھی لیکن مسئلہ کی نزاکت کے پیش نظر حضرت فدائے ملت نے وقت فارغ کرکے باضابطہ اس مسئلہ کے لئے سعودی سفیر سے ملاقات فرمائی اور اُن کے قادیانیت کے ثبوت پیش فرمائے، الحمدللہ حضرت کی کوششیں بارآور ہوئیں اور حج سے پہلے ہی حکومت سعودیہ نے قادیانیوں کو گرفتار کرکے مرزا کے مرگھٹ قادیان ہندوستان بھیج دیا۔

جون ۱۹۹۸ء: جعفرآباد، دہلی میں دوسری عظیم الشان کانفرنس

مشرقی دہلی کے مشہور علاقہ ویلکم جعفرآباد میں جمعیۃ علماء دہلی اور جناب مفتی ظفر الدین صاحب وغیرہ کی دعوت پر دوسری عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت حضرت فدائے

khatmenubuwwat.org

ملتؒ نے فرمائی۔اس کانفرنس میں تقریباً ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں نے شرکت کی۔اس کے کچھ ہی دنوں بعد حضرت ہی کی تحریک پر دفتر جمعیۃ علماء ہند میں عمائدین دہلی کی ایک میٹنگ بلائی گئی جس مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ دہلی کی تشکیل عمل میں آئی جس کے صدر محترم جناب ڈاکٹر سید فاروق صاحب اور نائب صدر جناب مفتی ظفر الدین صاحب قرار پائے اور دہلی کے تمام علاقوں سے ممبران منتخب ہوئے۔

اکتوبر ۱۹۹۸ء: کانپور میں سہ روزہ تربیتی کیمپ

کانپور اور اس کے گرد ونواح میں قادیانی ریشہ دوانیوں کے سد باب کے لئے حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب مدظلہ کی دعوت پر مدرسہ جامع العلوم میں ۱۰/۱۱/۱۲/ اکتوبر ۱۹۹۸ء سہ روزہ تربیتی کیمپ لگا جس کی آخری نشست میں حضرت فدائے ملت نے شرکت فرمائی۔شرکائے کیمپ کو قیمتی کتابوں کے سیٹ اور سند شرکت تقسیم فرما کر اپنے خصوصی خطاب سے مستفید فرمایا۔

نیز حلیم انٹر کالج کے وسیع میدان میں ایک عظیم الشان کانفرنس حضرت ہی کی زیر صدارت منعقد ہوئی، جس کا افتتاح حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ ندوی نے فرمایا تھا۔اس اجلاس کے بعد کانپور کے گیارہ عدد قادیانی قادیانیت سے تائب ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

فروری ۱۹۹۹ء: کشن گنج بہار میں سہ روزہ تربیتی کیمپ

قدیم پورنیہ کے علاقوں میں قادیانیوں کی خرمستیوں پر لگام کسنے کے لئے جناب مفتی جاوید اقبال صاحب قاسمی جنرل سکریٹری جمعیۃ علماء کشن گنج کی دعوت پر دار العلوم بہادر گنج میں زیر نگرانی کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت، سہ روزہ تربیتی کیمپ ۱۶/ تا ۱۸/ فروری لگا، جس کی اخیر نشست حضرت فدائے ملت کی زیر صدارت منعقد ہوئی اور اسی شب میں کامیاب اجلاس عام میں حضرت کا خطاب عام ہوا۔اس پروگرام میں ایک طویل اور دشوار گذار سفر طے کرنے کے بعد حضرت کشن گنج پہنچے تھے۔الغرض تحفظ ختم نبوت کی خدمت کیلئے حضرت کے لئے کوئی سفر دشوار ہی نہ تھا۔راقم سطور بھی اس پروگرام میں شریک تھا۔

اپریل ۱۹۹۹ء بالی کوری آسام میں دو روزہ تربیتی کیمپ

آسام کے مختلف علاقوں میں قادیانی سرگرمیاں بڑھتی جارہی تھیں، حضرت مولانا بدر الدین اجمل قاسمی صاحب رکن مجلس شوری دار العلوم دیوبند کی دعوت پر مرکز المعارف آسام کے زیر اہتمام کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۱۴/۱۵/ اپریل ۱۹۹۹ء میں دو روزہ تربیتی کیمپ اور اخیر دن میں اجلاس عام منعقد کیا، پروگرام کی صدارت حضرت فدائے ملت نے انجام دیتے ہوئے آسامی زبان میں مفصل خطاب فرمایا اور مسلمانوں کو نصیحت فرمائی کہ ہر قیمت پر اپنے دین وایمان کی حفاظت کریں، قادیانی مرتدوں کی جال میں نہ پھنسیں۔اس کیمپ اور اجلاس عام سے مسلمانوں میں زبردست بیداری آئی۔

مئی ۱۹۹۹ء: مظفر پور بہار میں اجلاس عام

جناب مولانا اشتیاق احمد صاحب کی دعوت پر مدرسہ مدرسہ جامع العلوم کے وسیع میدان میں تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر شاندار اجلاس ۲۲/ مئی ۱۹۹۹ء میں منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا نظام الدین رکن مجلس شوری دار العلوم دیوبند اور حضرت فدائے ملت کا خصوصی خطاب ہوا۔

مئی ۱۹۹۹ء: حضرت فدائے ملت مناظرہ کے میدان میں

تحفظ ختم نبوت کے پروگراموں سے بوکھلا کر قادیانیوں نے کال گچھیا آسام میں مناظرہ کا چیلنج کر دیا اور مناظرہ کے لئے ۳۰/ مئی کی تاریخ متعین کر دی، جناب حافظ بشیر احمد صاحب مہتمم دار الیتامیٰ گوالپاڑہ کی محنتوں سے مناظرہ کی بھرپوری تیاری کی گئی اور حضرت فدائے ملت نے اپنے دیگر پروگرام ملتوی کر کے براہ راست مناظرے کے پروگرام میں شرکت فرمائی، قادیانیوں میں جرأت کہاں تھی کہ میدان میں آتے لیکن یہاں لائے گئے اور ذلت آمیز شکست سے دوچار ہو کر پولیس کے ہمراہ میدان سے بھاگے، حضرت فدائے ملت نے مقامی آسامی زبان میں قادیانیوں کی جو دھجیاں بکھیری ہیں وہ یادگار کی حیثیت رکھتی ہیں۔اس کے نتیجے میں ہندو، مسلمان، سب لوگوں نے مل کر قادیانیوں کا زبردست بائیکاٹ کر دیا اور پورے علاقہ میں قادیانیوں کی کئی سالہ

www.khatmenubuwwat.org

محنت پر پانی پھر گیا۔

جون ۱۹۹۹ء: نانگلوئی دہلی میں اجلاس عام

جناب مولانا ڈاکٹر سعید الدین صاحب مہتمم مدرسہ کنز العلوم، سابق ناظم جمعیۃ علماء دہلی کی دعوت پر نانگلوئی دہلی میں ایک علاقائی سطح کا اجلاس بلایا گیا، جس میں بطور خاص حضرت فدائے ملت نے شرکت فرما کر پروگرام کی صدارت فرمائی اور عوام کو اپنے خطاب سے مستفید فرماتے ہوئے قادیانی فتنہ سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ اجلاس سے پہلے کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے علاقے کی تمام مساجد میں تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر عمومی بیانات کرائے گئے۔

اکتوبر ۱۹۹۹ء: سہ روزہ تربیتی کیمپ موتیہاری بہار

جمعیۃ علماء موتیہاری کی دعوت پر اے رحمٰن ماڈل اکیڈمی شہر موتیہاری میں ۱۵/۱۶/۱۷/ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں سہ روزہ تربیتی کیمپ لگا جس میں تین سو مندوبین نے شرکت کی کیمپ کی آخری اور چھٹی نشست میں حضرت فدائے ملت کا علماء کے مجمع میں تفصیلی خطاب ہوا اور آپ کے ہی ہاتھوں مندوبین کو کتابوں کا قیمتی سیٹ وسند شرکت دی گئی۔ اجلاس عام میں بھی تقریباً ایک گھنٹہ مفصل بیان ہوا جس کے دوران موصوف نے مسلمانوں کو قادیانیوں کی فریب کاریوں سے آگاہ رہنے کی تاکید فرماتے ہوئے ایمان ویقین کی حفاظت کرنے کی نصیحت فرمائی۔

اکتوبر ۱۹۹۶ء: تغلق آباد، دہلی میں اجلاس عام

دہلی میں قادیانیوں کے ہیڈ کواٹر کے قریب تغلق آباد میں جناب احسان علی سیفی، جناب عبد الحفیظ سیفی، اور سلیم الدین سیفی صاحب قاری محمد سلیم قاسمی، قاری ربیع الحسن صاحب مدرسہ زینت العلوم دکشن پوری وغیرہ کے تعاون سے مجلس تحفظ ختم نبوت ساؤتھ دہلی کی دعوت پر حضرت فدائے ملت کی زیر صدارت ایک عظیم الشان اجلاس منعقد کیا گیا اجلاس عام میں جناب سید صولت حسین سابق سجادہ نشین درگاہ اجمیر، نے بھی شرکت کی، حضرت فدائے ملت کا اس پراگرام میں نہایت پر مغز خطاب ہوا آپ نے کذبات مرزا کی روشنی میں بتایا کہ مرزا نبی تو کجا ایک شریف

انسان بھی نہیں کہلا سکتا۔ اس موقع سے بڑی تعداد میں کل ہند مجلس کی جانب سے اردو، ہندی، اور انگلش میں لٹریچر تقسیم کیے گئے۔

۱۲/نومبر ۱۹۹۹ء: رمول، نیپال میں ختم نبوت کانفرنس

رمول ضلع سرہا، نیپال میں جامعہ حسینیہ رمول کی دعوت پر تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر دو روزہ عظیم الشان اجلاس عام منعقد کیا گیا، جس کی آخیر نشست میں حضرت فدائے ملت کا ایمان افروز تفصیلی خطاب ہوا۔

اپریل ۲۰۰۰ء: جمگاؤں پورینی میں سہ روزہ تربیتی کیمپ۔

جمگاؤں پورینی، ضلع بھاگلپور، قدیم زمانے سے قادیانیوں کا مسکن رہا ہے۔ حضرت فدائے ملت کی تحریک پر اس گاؤں میں مولانا عطاء الرحمٰن صاحب، جناب مولانا قمر الحسن صاحب شاہ جنگی بھاگلپور اور اُن کے رفقاء کے تعاون سے سہ روزہ تربیتی کیمپ مورخہ ۲۸/۲۹/۳۰/ اپریل ۲۰۰۰ء میں لگایا گیا۔ ۳۰/ اپریل و یکم مئی میں دو روزہ اجلاس عام بھی منعقد کیا گیا۔ کیمپ کی آخری نشست زیر صدارت فدائے ملتؒ منعقد ہوئی جس میں علماء سے خطاب کرتے ہوئے حضرت والا نے اپنے ہی ہاتھوں مندوبین علماء کو قیمتی کتابوں کے سیٹ اور سند شرکت عنایت فرمائی۔ شب کے اجلاس عام میں بھی حضرت کا تفصیلی خطاب ہوا۔

اکتوبر ۲۰۰۰ء: جعفر آباد دہلی میں اجلاس عام

جمنا پار دہلی کے بعض علاقوں میں قادیانیوں کی لاہوری پارٹی سرگرم عمل ہے، لاہوریوں کی سرکوبی کے لئے مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ دہلی کی دعوت پر حضرت فدائے ملت کی زیر صدارت ۱۲/ اکتوبر ۲۰۰۰ء کی شام میں بعد نماز عشا جعفر آباد دہلی کی عیدگاہ میں ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کی گئی۔ حضرت نے لاہوری قادیانیوں کے مکر وفریب سے عوام کو آگاہ کرتے ہوئے تفصیل سے اُن کے اسلام مخالف عقائد ونظریات پر روشنی ڈالی اور تفصیل سے بتایا کہ تمام علماء اسلام کا، لاہوریوں کے کفر وارتداد پر بھی اتفاق ہے۔ اس موقع پر بھی اردو، ہندی انگلش میں خوب لٹریچر تقسیم کیے گئے۔

www.khatmenubuwwat.org

اکتوبر ۲۰۰۳ء: گوالپاڑہ آسام میں اجلاس عام

یکم اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مدرسہ تقویۃ الایمان آزادنگر بلدماری گوالپاڑہ کے مہتمم جناب محمد منیر الدین صاحب کی دعوت پر فدائے ملتؒ نے تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے منعقد ہونے والے ایک اجلاس عام میں شرکت فرمائی یہ اجلاس آپ ہی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں آپ نے آسامی زبان میں ردقادیانیت کے موضوع پر مبسوط خطاب فرمایا۔ پروگرام میں جناب مولانا عبدالرشید قاسمی صاحب، حافظ بشیر احمد صاحب، اور جناب مفتی عبدالحق صاحب بالاپاڑہ بھی شریک رہے۔

بعد نماز مغرب دارالعلوم بالاپاڑہ کے مہتمم جناب مفتی عبدالحق صاحب کی دعوت پر حضرت فدائے ملت نے ختم بخاری کی تقریب میں شرکت فرمائی اور تقریباً ایک گھنٹہ آپ نے طلباء سے خطاب کیا اور راقم سطور (شاہ عالم گورکھپوری) کو حکم فرمایا کہ تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر تربیتی انداز کا بیان کرے بلکہ خود ہی حضرت والا نے از راہ شفقت بندہ کے نام کا اعلان فرمایا۔

مئی ۲۰۰۳ء: کانپور میں سہ روزہ تربیتی کیمپ

www.khatmenubuwwat.org

جناب مولانا متین الحق اُسامہ صاحب صدر مجلس تحفظ ختم نبوت کانپور کی دعوت پر مدرسہ اشرف العلوم جاج مئو میں ۲۸/۲۹/۳۰/مئی ۲۰۰۳ء میں سہ روزہ تربیتی کیمپ تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر منعقد ہوا جس کی آخری نشست میں حضرت فدائے ملتؒ نے شرکت فرمائی اور شرکاء کیمپ کو قیمتی کتابوں کے سیٹ اور سند شرکت عنایت فرمائی۔ اس موقع پر آپ نے علماء سے خصوصی خطاب فرمایا اور قادیانی ریشہ دوانیوں کے سدباب کی طرف توجہ دلائی۔

اسی شب میں پریڈ گراؤنڈ کے بڑے اجلاس عام سے بھی آپ نے خطاب فرمایا۔

مئی ۲۰۰۵ء: سدھولی ضلع سیتاپور میں سہ روزہ تربیتی کیمپ

حضرت مولانا عبدالعلیم فاروقی صاحب رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند وچیرمین دینی تعلیمی ٹرسٹ لکھنؤ کی دعوت پر قصبہ سدھولی ضلع سیتاپور میں ۲۴ تا ۲۷ مئی ۲۰۰۵ء سہ روزہ تربیتی کیمپ تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر منعقد کیا گیا، جس کی آخری نشست حضرت فدائے ملت کی زیر

صدارت منعقد ہوئی۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے تمام شرکاء کیمپ کو قیمتی کتابوں کے سیٹ اور سند شرکت سے نوازا۔ کیمپ کے آخری دن اجلاس عام کی صدارت بھی آپ نے فرمائی اور ایک گھنٹہ سے زائد اپنے قیمتی نصائح سے مجمع کو مستفید فرمایا۔

تمت